جامعہ حقانیہ کا ترجمان

ساہیوال
سرگودھا

مجلّہ الحقانیہ

صفر المظفر ربیع الاول ۱۴۳۹ھ/نومبر ۲۰۱۷ء

اشاعت خاص

بموقع سالانہ اجتماع مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان لاہور

- مجلس صیانۃ المسلمین کا تاریخی پس منظر
- مجلس اور بانی مجلس کی تبلیغی خدمات
- مجلس کا لائحہ عمل، خدمات و اہداف
- اصلاح و تبلیغ کا ایک الہامی نظام
- دعوت و تبلیغ کی ضرورت و اہمیت







بانی: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

فہرست

خط و کتابت کیلئے: دفتر ماہنامہ الحقانیہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

web-www.alhaqqania.org

E-mail-alhaqqania@yahoo.com

048-6786002/6786899

پبلشر: مفتی سید عبدالقدوس ترمذی پرنٹر: جناب محمد منیر صاحب فائٹر پرنٹنگ پریس سرگودھا

کمپوزر: جناب حافظ سید عبدالغفور صاحب ترمذی

نوٹ: رسالہ کے متعلق معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 048-6786999

رسالہ نہ ملنے کی صورت میں رابطہ نمبر: 0304-7310038

کلمۃ الحق مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

سالانہ اجتماع مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان لاہور

بعدالحمدو الصلوٰۃ: مجلس صیانۃ المسلمین ایک خالصۃً دینی جماعت ہے جس کا مقصد دین اسلام اوراس کے تمام شعبوں کی تبلیغ اور مسلمانوں کے تمام حالات میں ان کی شرعی رہنمائی ہے۔ یہ ایک ایسا جامع، ہمہ گیراور نافع پروگرام ہے جس پر عمل پیرا ہوکر مسلمان دنیاوآخرت کی فوز وفلاح پانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

اس جامع نظام کو مسلمانوں کی زبوں حالی کو دیکھ کران کی بہتری اور کامیابی کے لیے اسلام کے عظیم داعی اور مفکر حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے اپنے نور بصیرت سے اس دور کے اکابر، داعی الی اللہ اور ہم عصر علماء کرام کے مشورہ کے بعد ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۳۰ء میں تجویز فرمایا، اس کی سرپرستی حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ اپنی حیات مبارکہ کے آخر تک فرماتے رہے۔

۱۳۶۲ھ بمطابق ۱۹۴۳ء میں جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کے متوسلین، متعلقین، احباب اور خلفاء کرام نے اس نظام کی سرپرستی فرمائی۔

تقسیم ملک کے بعد حضرت حکیم الامت کے خلیفہ ارشاد اور معتمد خاص حضرت مولانا حافظ شاہ جلیل احمد شیروانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ تعالیٰ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور کی زیرسرپرستی اس کی نشأۃ ثانیہ فرمائی۔ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے اکابر خلفاء کرام و دیگر علماء کرام حضرت شیخ الاسلام علامہ ظفر احمد عثمانی، حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی، حضرت حاجی محمد شریف صاحب، عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی، مخدوم العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری، حضرت مولانا قاضی عبدالسلام صاحب، فقیہ اعظم

حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہم کی سرپرستی مجلس کو ہمیشہ حاصل رہی۔ اور نجم العلماء حضرت مولانا نجم الحسن تھانوی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی، شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب، استاذ العلماء والاساتذہ جامع المحاسن والکمالات حضرت مولانا محمد عبیداللہ صاحب قاسمی، جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی رحمہم اللہ تعالیٰ کی زیرصدارت وقیادت مجلس کا عمل جاری رہا۔

مجلس کو پورے ملک میں متعارف کرانے کے لیے عارف باللہ حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم اور مخدوم ملت حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو انتھک محنت اور جدوجہد فرمائی اور اس کی نشرواشاعت کے لیے حضرت مولانا عبدالدیان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے دن رات پورے ملک میں مجلس کے پیغام پہنچانے میں سردھڑ کی جو بازی لگائی وہ کسی سے مخفی نہیں ہے، مجلس کے لیے سندر میں مرکز کا قیام، اور ماہانہ رسالہ کا اجراء ان حضرات کا پائیدار کارنامہ ہے، حق تعالیٰ ان تمام حضرات کی خدمات کو قبول فرمائیں، ان کے درجات بلند فرمائیں اور مجلس کو مزید ترقی واستحکام عطا فرمائیں، آمین۔

حضرت شیخ محمد عبیداللہ القاسمی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد مجلس کے صدر مخدوم ومکرم حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی دامت برکاتہم ہیں، اب یہ مجلس حضرت صدر مجلس مدظلہم کی صدارت اور حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب مدظلہ کی نیابت اور عارف باللہ حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم کی نظامت میں جاری وساری ہے، جبکہ صاحبزادگان مولانا فہیم الحسن تھانوی، مولانا بلال اشرف اور جناب خلیل اشرف شیروانی سلمہم اس کے پروگرام کی نشرواشاعت اور دیگر امور میں خوب سرگرم ہیں، جناب حضرت مولانا محمد ارشد عبید صاحب دامت برکاتہم بھی حضرت صدر صاحب کے شانہ بشانہ مجلس کے معاملات میں خوب حصہ لے رہے ہیں۔

عارف باللہ حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم اور حضرت مخدوم ملت مولانا

وکیل احمد شیروانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۷۹ء میں مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کا پہلا اجتماع جامعہ اشرفیہ لاہور میں منعقد فرمایا جس میں حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے خلفاء عظام کو دعوت دی گئی اور پھر کئی سال یہ اجتماع بڑی آب وتاب سے جامعہ اشرفیہ لاہور میں منعقد ہوتا رہا، جس میں عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی، حضرت مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادی، حضرت اقدس حاجی محمد شریف صاحب ہشیار پوری، حضرت مولانا قاضی عبدالسلام صاحب، حضرت حاجی ظفر علی تھانوی، محی السنۃ حضرت شاہ ابرارالحق ہردوئی، حضرت مولانا محمد عبیداللہ القاسمی، حضرت ڈاکٹر عبدالمجید صاحب، حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی، حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ۔ حضرت مفتی اعظم مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ، محقق العصر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ، خطیب اسلام حضرت قاری تنویرالحق تھانوی مدظلہ، رئیس المحدثین حضرت شیخ مولانا سلیم اللہ خان صاحب نوراللہ مرقدہ، حضرت مولانا نتھوں میاں، حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری، حضرت علامہ محمد رفیق بھیسانی، حضرت مولانا مفتی مجدالقدوس رومی، حضرت مولانا نجم الحسن تھانوی کسوَلی مدظلہم وغیرہ حضرات علماء کرام شرکت فرماتے رہے۔ عوام وخواص کو اس اجتماع سے بہت نفع ہوا۔

کئی سال کے وقفہ کے بعد اب پھر ۲۷، ۲۸، ۲۹ ر اکتوبر ۲۰۱۷ء جمعہ، ہفتہ، اتوار کو ان شاء اللہ تعالیٰ جامعہ اشرفیہ لاہور میں مجلس کا سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے، جس میں وقت کے جید علماء کرام اور مشائخ عظام تشریف لاکر شرکاء محفل کو اپنے ارشادات عالیہ سے مستفید فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ اس بابرکت اجتماع کو کامیاب فرمائے، اسے ظاہری باطنی ترقی سے نوازیں اور اس کے نفع کو عام وتام فرمائیں، آمین۔

احقر کے والد ماجد یادگار سلف فقیہ وقت حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا ہمیشہ مجلس صیانۃ المسلمین سے تعلق رہا، انہوں نے ہمیشہ مجلس صیانۃ المسلمین کی سرپرستی

فرمائی، کئی مقالات ومضامین اور مفید رسائل بھی مختلف موضوعات پر مجلس کی طرف سے تحریر فرمائے اور سالہا سال مجلس کے زیر اہتمام ماہانہ اور ہفتہ روزہ درس بھی ارشاد فرمایا، مختلف تبلیغی جلسوں اور مرکزی سالانہ اجتماع میں شرکت بھی فرماتے رہے۔

آپ کے والد ماجد حضرت مفتی عبدالکریم صاحب گمتھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سابق مفتی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون ومجاز صحبت حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کی تبلیغی خدمات کتاب ''مجلس صیانۃ المسلمین کا تاریخی پس منظر'' مؤلفہ مخدوم ملت حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دیکھنے سے واضح ہیں۔

احقر کے پاس مجلّہ ''النور'' کی وہ فائل محفوظ ہے جس میں اس وفد کی پوری کارگزاری کے خطوط شائع ہوئے تھے۔ یہ فائل ۱۳۴۱ھ بمطابق ۱۳۴۲ھ کی ہے، اس میں حضرت مولانا عبدالمجید بچھرایونی اور حضرت مفتی عبدالکریم گمتھلوی رحمہما اللہ تعالیٰ کی خدمات کا تفصیلی تذکرہ ہے۔

حضرت والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ کو حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ اور اپنے والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر اکابر ومشائخ سلسلہ امدادیہ اشرفیہ کی وجہ سے مجلس کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا، دل میں تقاضہ پیدا ہوا کہ مجلس کے اس سالانہ اجتماع کے موقع پر مجلس سے متعلق آپ کے بعض مضامین کو یکجا شائع کر دیا جائے، تاکہ ان سے عام وخواص کو استفادہ میں آسانی ہو، اسی مناسبت سے مجلّہ ''الحقانیہ'' کی یہ خصوصی اشاعت قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے، امید ہے کہ ارباب ذوق اس کی قدر کریں گے اور اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ فقط

احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

۳۰ رمحرم الحرام ۱۴۳۹ھ

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درس حدیث

تشریح

اس حدیث میں چند باتیں تشریح طلب ہیں:

(۱) حدیث میں جَو کے برابر، رائی کے دانہ کے برابر، اور رائی کے دانہ سے کم سے کمتر، دل میں ایمان ہونے کا جوذکر ہے، اس سے مراد نورِ ایمان اور ثمرات ایمان کے خاص خاص درجے ہیں، جن کا ادراک ہم کو تو نہیں ہوتا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بصیرت اس وقت اس کا ادراک کرلے گی، اور آپ ان درجوں والوں کو اللہ کے حکم سے نکال لائیں گے۔

(۲) حدیث کے آخری حصے میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے تین دفعہ شفاعت فرمانے کے بعد چوتھی دفعہ حق تعالیٰ سے درخواست کریں گے کہ مجھے ان لوگوں کے بارے میں اجازت دی جائے جنہوں نے لاالٰہ الااللہ کہا ہو، اس کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ جن لوگوں نے آپ کی دعوتِ توحید کو قبول کرلیا، اور ایمان لے آئے، لیکن دوزخ سے نجات پانے اور جنت میں جانے کے لیے جو اعمال کرنا چاہئے تھے وہ انہوں نے بالکل نہیں کئے، تو مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں ایسے لوگوں کو بھی دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کرنے کی اجازت چاہیں گے جن کے پاس کسی درجہ کا مجرد ایمان اور توحید کا اعتقاد تو ہوگا لیکن عمل خیر سے وہ بالکل خالی ہوں گے (بخاری ومسلم ہی کی ابوسعید خدری کی حدیث میں غالبًا اسی گروہ کے حق میں: لم یعملوا خیراقط کے الفاظ آئے ہیں، جن کا مطلب یہی ہے کہ انہوں نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا ہوگا) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: لیس ذٰلك لك یعنی ان مسکینوں کو جہنم سے نکالنے کا کام میں نے آپ کے لیے نہیں رکھا ہے، یا مطلب یہ ہے

کہ آپ کے لیے یہ سزاوار اور مناسب نہیں ہے، بلکہ یہ کام میری عزت وجلال اور میری عظمت وکبریائی، اور شان فعال لمایرید کے لیے ہی سزاوار ہے، اس لیے اس کو میں خود ہی کروں گا۔

اس عاجز کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے ایمان لاکر احکام کی تعمیل بالکل نہیں کی، ایسوں کو دوزخ سے نکالنا پیغمبر کے لیے مناسب نہیں ہے، اس درجہ کا عفو ودرگزر اللہ ہی کے لیے سزاوار ہے، واللہ اعلم۔

(۳) معلوم ہوتا ہے اس روایت میں کچھ اختصار سے کام لیا گیا ہے، چنانچہ اسی حدیث کی صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں آدم علیہ السلام کے بعد اور ابراہیم علیہ السلام سے پہلے اہل محشر کے نوح علیہ السلام کی خدمت میں بھی حاضر ہونے کا ذکر ہے، جو اس میں نہیں ہے۔

نیز اس میں صرف اپنی امت کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذکر ہے، حالانکہ قرین قیاس یہ ہے کہ پہلے آپ عام اہل محشر کے لیے حساب اور فیصلہ کی شفاعت فرمائیں گے، جس کو شفاعت کبریٰ کہتے ہیں، پھر جب حساب کے نتیجہ میں بہت سے آپ کے امتی اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دوزخ کی طرف بھیج دیے جائیں گے، تو آپ ان کو دوزخ سے نکالنے اور جنت میں داخل کرانے کے لیے شفاعت فرمائیں گے۔ واللہ اعلم

(۴) اہل محشر کے جو نمائندے کسی شفیع کی تلاش میں نکلیں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے دل میں یہی ڈالے گا کہ وہ پہلے آدم علیہ السلام کی خدمت میں، اور پھر ان کی رہنمائی اور مشورہ سے نوح علیہ السلام کی خدمت میں، اور پھر اسی طرح ابراہیم اور موسیٰ وعیسیٰ کی علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوں۔ یہ سب منجانب اللہ اس دن اس لیے ہوگا کہ عملی طور پر سب کو معلوم ہوجائے کہ اس شفاعت کا منصب اور ''مقام محمود'' اس کے آخری نبی کے لیے مخصوص ہے۔

بہرحال یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور رفعتِ مقام کے برسرمحشر اظہار کے لیے ہوگا۔

مرسلہ: بندہ محمد صدیق عفا اللہ عنہ

ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ

دور سے چیخ کر مسئلہ پوچھنا

ایک صاحب نے دور بیٹھے ہوئے بلند آواز سے عرض کیا کہ حضرت ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے، فرمایا کہ اتنی دور سے مسئلہ نہیں پوچھا کرتے، کوئی مسئلہ بیکار نہیں تم کو بھی اذان دینی پڑے گی اور مجھ کو بھی جب مجمع کم ہو جائے گا اور قریب آ سکو گے تب پوچھنا اتنے انتظار کرو۔

شریفوں کا زمانہ

فرمایا کہ ایک خط آیا ہے کچھ میوہ جات لانے کی اجازت چاہی ہے اور ان کی فہرست لکھ کر بھیجی ہے کتنی راحت کی بات ہے کہ پوچھ لیا پہلے ایک خط ان کا مجمل آیا تھا میں نے اس میں لکھ دیا تھا کہ اگر بنا دریافت کیے ہوئے بھیجو گے، میں نہیں رکھوں گا، واپس کر دوں گا، اس پر یہ خط آیا ہے اب گھر پوچھ کر اور حکیم صاحب سے دریافت کر کے لکھوں گا کہ کون سی چیز کھا سکتا ہوں۔ خواجہ صاحب نے خط دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت شریفہ نہیں لکھا۔ حضرت والا نے مزاحاً فرمایا کہ شریفوں کا زمانہ بہت دنوں سے نہیں رہا۔

آج کل کے اخبار فساد کی جڑ ہیں

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ آج کل اخباروں میں بڑی گڑبڑ ہے، قریب قریب عدل کا تو نام ہی نہیں ملک میں فساد کا اصل ذریعہ یہ ہی اخبار بنے ہوئے ہیں۔ بلاتحقیق واقعات کا مشتہر کر دینا تو ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ اخبار اگر حدود میں رکھا جائے تو خبریں تو سب حذف ہو جائیں۔ میں نے کہا غلط ہے اگر ہمارے سپرد کر دیا جاوے تو حدود ہی میں رہے گا صرف ایک دو خبر الگ کر دینی پڑیں گی مگر اکثر کو باقی رکھیں گے۔

علماء کافر بتاتے ہیں، بناتے نہیں ہیں

آج کل علماء پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ علماء لوگوں کو کافر بناتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ ایک نقطہ تم نے کم کر دیا ہے۔ اگر ایک نقطہ اور بڑھا دو تو کلام صحیح ہو جائے وہ یہ کہ وہ کافر بتاتے ہیں (بالتاء) بناتے نہیں (بالنون) بنانے کے معنی کی تحقیق کر لو، وہ اس طرح آسان ہے کہ یہ دیکھ لو کہ مسلمان بنانا کس کو کہتے ہیں اسی کو تو کہتے ہیں کہ یہ ترغیب دی جائے کہ تو مسلمان ہو جا تو اسی قیاس پر کافر بنانے کے معنی کفر کی تعلیم و ترغیب ہوں گے تو کیا تم نے کسی مسلمان کو اول دیکھا کہ علماء اس کو یہ کہہ رہے ہوں کہ تو کافر ہو جا۔ البتہ جو شخص خود کفر کرے اس کو علماء کافر بتا دیتے ہیں یعنی یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ کافر ہو گیا۔

عین نماز کے وقت تعویذ مانگنا

عصر کی اذان ہو چکی تھی نماز کا وقت قریب تھا، ایک خاص تعلق والے صاحب نے عرض کیا کہ حضرت فلاں چیز کے لیے تعویذ کی ضرورت ہے۔

فرمایا آپ جیسے سمجھدار سے ایسی غلطی ہو قابل افسوس ہے۔ یہ کوئی وقت ہے تعویذ کا آپ تو ظہر کے وقت سے یہاں پر موجود ہیں ایسی خصوصیت کے لوگ اور سمجھدار ایسی ایسی غلطیاں کریں حد ہو گئی پھر دوسروں ہی کی کیا شکایت ہے۔ عرض کیا کہ واقعی سخت حماقت ہوئی معافی چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ حماقت اس کا سبب نہیں ہے بے فکری سبب ہے آئندہ احتیاط رکھی جائے۔

مسائل کا بتلانا

ایک مولوی صاحب کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ کلام عامداً ہو ناسیاً ہو مخطیاً ہو کسی صورت پر ہو مفسد صلوۃ ہے۔ دوسرے سوال کے جواب میں فرمایا کہ بڑا ڈرتا ہوں مسئلہ بتانے سے کانپتا ہوں اس قدر کوئی کام مشکل نہیں معلوم ہوتا جس قدر مسائل کا بتلانا مشکل معلوم ہوتا ہے اور آج لوگوں کو اس ہی میں زیادہ جرات ہے۔

محبت کے نہ ہونے پر افسوس ہونا خود محبت ہے

ایک مولوی صاحب کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ محبت نہ ہونا مگر اس پر افسوس ہونا کہ محبت نہیں یہ بھی تو محبت ہے اور اسی سلسلہ میں فرمایا کہ محبت طبعی معین ہو جاتی ہے محبت عقلی کی اس پر سوال کیا گیا کہ اگر دونوں جمع ہو جائیں تو کیا زیادہ فضیلت ہوگی، فرمایا کہ ظاہر ہے بلکہ اعمال صالحہ نہایت خوبی اور رغبت سے صادر ہوں گے۔ بس یہ ہے دونوں کے مل جانے کا بڑا فائدہ۔

ہاتھ میں ہاتھ دینے سے پہلے اچھی طرح دیکھ لیں

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ آج کل اس کی زیادہ ضرورت ہے کہ جس سے دین کا تعلق پیدا کیا جائے یا ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے پہلے اس کی حالت کو اچھی طرح دیکھ لیا جائے اس لیے کہ اس راہ میں رہزن بہت پیدا ہو گئے ہیں اور بہت اچھا معیار پہچان کا یہ ہے کہ اس زمانہ کے صلحاء اس سے جو معاملہ کرتے ہوں اس کو دیکھے علماء و اہل طریق و اہل وجدان کے قلوب کی شہادت اس معیار ہے، علماء بھی اپنے اجتہاد سے پہچان لیتے ہیں اور یہاں پر علماء خشک مراد نہیں اور صاحب یہ سب کچھ ہے مگر پھر بھی اس میں کاوش گو ضروری ہے مگر کافی نہیں بس جس کو حق تعالیٰ ہدایت فرمائیں وہی راہ پر آ سکتا ہے۔ فرماتے ہیں:

انك لا تهدی من احببت و لكن الله يهدی من يشاء۔

مگر عادۃ اللہ ہے کہ طالب کے ارادہ پر حق تعالیٰ ہدایت نصیب فرما ہی دیتے ہیں۔

انتیس کے چاند کی تمنا کرنا جائز ہے

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اس کی تمنا کرنا کہ 29 تاریخ کا چاند ہو کیسا ہے؟ فرمایا کہ محنت کم ہو اجر پورا ہو تو اس کی تمنا کیا بری ہے، کیا مشقت بالذات ہے۔

ہر وقت اور ہر موقع پر تبلیغ مناسب نہیں

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ دین میں تبلیغ اصل ہے اور

درس و تدریس اس کے مقدمات مگر یہ شرط ہے کہ بلاضرورت کسی مفسدہ میں ابتلاء نہ ہو جائے ورنہ سکوت ہی بہتر ہے۔ چنانچہ میں ایک مرتبہ ریل میں سفر کر رہا تھا ہر موقع پر خیال رہتا تھا کہ لوگوں کو تبلیغ کرنا چاہیے ایک شخص ریل میں تھا اس کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچا تھا میں نے اس سے کہا کہ بھائی یہ شریعت کے خلاف ہے اس کو درست کر لینا اس نے چھوٹتے ہی شریعت کو ماں کی گالی دی اس روز سے میں نے بلاضرورت لوگوں کو کہنا چھوڑ دیا کہ ابھی تک تو گناہ ہی تھا اور اس صورت میں کفر تک کی نوبت آ گئی۔

مولوی احمد رضا خان کا حضرت کو سلام

فرمایا کہ ایک مرتبہ ان ہی بدعتی مولوی صاحب کا اتفاق سے بریلی کے سٹیشن پر مقابلہ ہو گیا، دو چار شخص ان کے ساتھ تھے اور دو چار میرے ساتھ اتفاق سے میری نظر تو نہیں پڑی مگر ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ انہوں نے دور سے بہت بڑے جھک کر سلام کیا ہے میں نے کہا میں نے نہیں دیکھا اس کے بعد ان کو معلوم ہوا کہ فلاں شخص کو میں نے سلام کیا اس قدر جھلائے کہ گاڑی کے آنے میں کچھ دیر تھی پلیٹ فارم پر نہ ٹھہرے، پلیٹ فارم چھوڑ کر کرائے کی گاڑی میں آئے تھے اس میں جا بیٹھے تا کہ میری صورت بھی نہ دیکھے۔ اب اِس طرف کے لوگوں نے شہر میں اڑایا کہ آج تو ایسے مرعوب ہوئے ایسے دب گئے کہ جھک کر سلام بھی کر لیا، ان کے معتقدین نے اس پر یہ کہا (اور صحیح بھی کہا) کہ پہچانا نہیں تھا عام لوگوں نے کہا کہ جی ہاں پہچانا نہیں تھا ایسے بچے تھے دودھ پیتے تھے کچھ جانتے ہی نہیں۔ یہ عوام الناس کا اتار چڑھاؤ ہے۔

وقار عرفی کبر ہے

فرمایا کہ آج کل لوگوں میں وقار عرفی کا مرض پیدا ہو گیا ہے جو حقیقت میں کبر ہے اور کبر بڑی ہی مضر چیز ہے اس سے اجتناب کی سخت ضرورت ہے۔ حق تعالیٰ جس پر اپنا فضل فرمائیں، وہی بچ سکتا ہے۔ البتہ جہاں اس میں شرعی مصلحت ہو وہاں اس کی صورت بھی مطلوب ہے۔

فقیہ الامت مفتی عبدالکریم گمتھلوی قدس سرہ

ماہ ربیع الاول کے افعال مروجہ کا حکم

اکثر لوگ ربیع الاول کے مبارک مہینے میں ذکر میلاد شریف کی عادت رکھتے ہیں اور بارہویں تاریخ کو خاص طور پر اہتمام کیا جاتا ہے۔بعض تو اس روز وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے رنج وغم کرتے ہیں (حالانکہ اس روز فات ہونے کی روایت بھی کسی طرح صحیح نہیں)اور بعض ولادت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب اس کو یوم عید قرار دیتے ہیں،مگر شریعت سے نہ تو ذکر میلاد بہیئت مروجہ پر جائز،خواہ وہ اس ماہ میں ہو یا کسی دوسرے ماہ میں اور نہ ربیع الاول کے متعلق کوئی خاص عمل منقول،نہ اس روز کو ماتم بنانا جائز نہ عید منانا،یہ سب امور محدثات اور قابل ترک ہیں۔اب ہم ان سب رسومِ مروجہ کے بارہ میں قول فیصل ''افادۃ العوام ترجمۃ خطبات الاحکام'' سے نقل کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

پڑھو مغرب سے پہلے دو رکعت،تین بار ارشاد فرمایا اور تیسری مرتبہ جو چاہے کا تلفظ بھی فرمایا۔بوجہ ناپسند فرمانے اس بات کے کہ لوگ اس کو سنت سمجھ لیں۔(بخاری ومسلم)

اس حدیث شریف سے معلوم ہو گیا جو چیز شرعاً ضروری نہ ہو اس کو ضروری قرار دے لینا بھی شریعت کے خلاف اور ناجائز ہے اور اس پر محققین کا اتفاق ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اگر کسی غیر ضروری چیز کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا گیا جس سے ضروری سمجھنے کا شبہ ہوتا ہو تو یہ بھی اسی کے مشابہ ہے۔لہٰذا ایسا برتاؤ ممنوع ہے اور اس میں اکثر لوگ ذکر میلاد کی عادت رکھتے ہیں،اس کا حکم بھی اس سے معلوم ہو گیا،وہ یہ کہ اگر اس میں کوئی قید اور تخصیص (دن اور ماہ وغیرہ کی) نہ ہو تو وہ مباح کے درجہ میں ہے اور اس میں کچھ قیود تخصیصات بھی ملی ہوں تو دو حالتیں ہیں:

ایک یہ کہ ان قیود کو لازم سمجھتا ہو، تب تو اس کے بدعت ہونے میں کوئی کلام ہی نہیں اور اگر ان قیود کو ضروری اور ثواب نہ سمجھتا ہو (بلکہ مباح سمجھ کر کسی مصلحت سے کرتا ہو) تو بدعت کے مشابہ ضرور ہے۔ لہٰذا اپنے اپنے درجہ کے موافق دونوں کو منع کیا جائے گا۔

پس جس عالم نے ذکر میلاد کرنے والوں کے ساتھ یہ گمان رکھا کہ وہ اس کو ضروری اور قربت خیال کرتے ہیں اس نے اس کو منع کیا اور جس عالم نے اس اعتقاد فاسد کی طرف دھیان نہیں کیا وہ جائز کہتا ہے (اس سے اختلاف علماء کی اصل وجہ معلوم ہوگئی) اور جو شخص عوام کی حالت کو بغور دیکھے کہ وہ ان قیود یا اس فعل غیر ضروری کے ترک پر ایسی بری طرح ملامت اور اعتراض کرتے ہیں کہ ایسی ملامت نماز روزہ ترک کرنے پر بھی نہیں کرتے وہ شخص منع کرنے والوں کے فتویٰ کو بلا شبہ ترجیح دے گا اور یہ اختلاف علماء کا ایسا ہے جیسا کہ سلف میں ہو چکا ہے کہ بعض نے ان میں سے تنہا جمعہ کا روزہ رکھنے کو منع قرار دیا ہے اور بعض نے اس کو جائز کہا ہے اور اسی طرح محصب میں ٹھہرنے کو (حج کرنے کے واسطے) سنت کہا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ کوئی چیز نہیں اور اسی طرح بہت سے احکام ہیں (پس اس اختلاف علماء کو جو در بارہ ذکر مولود شریف وغیرہ ہو رہا ہے ''ہوا'' بنانا سخت نادانی ہے) اور اگر ذکر میلاد میں کوئی بات کھلم کھلا خلاف شرع ہے تو پھر اس میں کسی کو اختلاف کی گنجائش ہی نہیں وہ سب کے نزدیک منع ہے اور اس تحقیق سے گیارہویں کا حکم بدرجہ اولیٰ معلوم ہوگیا جو ربیع الثانی میں (خصوصاً نیز دیگر مہینوں میں عموماً) کی جاتی ہے۔

یہ مختصر اور جامع تحریر بالکل کافی وشافی ہے، لیکن زیادت بصیرت کے واسطے ''زوال السنۃ عن اعمال السنۃ'' سے اس ماہ کے واسطے مضمون ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو نہایت مفید ہے۔

اس ماہ مبارک کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ یہ زمانہ تولد شریف حضور پرنور سید بنی آدم فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور جس قدر زیادہ فضیلت کسی زمانہ کی ہوتی ہے اس زمانہ میں

حدود شرعیہ سے تجاوز کرنا عنداللہ وعندالرسول صلی اللہ علیہ وسلم اسی قدر زیادہ ناپسندیدہ ہوتا ہے اور حدود سے تجاوز کرنے کا معیار صرف علم ہے ان حدود کا بواسطہ ادلہ اربعہ شرعیہ یعنی کتاب وسنت واجماع وقیاس مجتہد مقبول الاجتہاد عندا کابرالامۃ کے، اوران ادلہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ماہ مبارک میں جو بعض اعمال رائج وشائع ہو گئے ہیں مثل اہتمام وانعقاد مجلس مولد شریف بہ تخصیصات معروضہ وقیود معلومہ خصوص انضمام دیگر منکرات ومثل اعتیاد عید میلا دیہ سب منجملہ افراد تجاوز عن الحدود الشرعیہ کے ہیں۔

پس لامحالہ غیر مرضی عنداللہ وعندالرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اور بوجہ فضیلت اس زمانہ کے غیر مرضی ہونے میں بھی اوکد ہوئے۔ پس لابد واجب الاحتیاط ہوئے۔ البتہ حدود کے اندر رہ کر ذکر مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منجملہ اعظم البرکات افضل القربات ہے کہ کسی مومن کو خصوص ساعی فی اتباع السنۃ کو اس میں کلام نہیں ہوسکتا۔

اگر ان مقدمات مذکورہ کے مفصل دلائل اوراس ذکر مبارک کے مشروع طریقہ کے اور خود معتد بہ حصہ سیر وسوانح نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معلوم کرنے کا شوق ہو تو رسائل ذیل ضرور ملاحظہ فرمایئے کہ حق بالکل واضح اور التباس بالکل زائل ہو جائے۔

نام رسائل

طریقہ مولد شریف۔ النور۔ الظہور۔ السرور۔ نشر الطیب۔ الحبور۔ الشذور۔

اور بلا تحقیق کسی عمل پر یا کسی عمل کے متعلق بدلیل کسی حکم لگانے والے پر کوئی حکم لگانا مضر آخرت ہے۔

''مجلس صیانۃ المسلمین'' کی افادیت

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کی نظر میں

ارشاد فرمایا کہ:

مسلمانوں کی کامیابی کو کس کا جی نہیں چاہتا، ہر مسلمان کا دل چاہتا ہے، مگراس کی کوئی صورت بھی ہو، وقت اور وسعت کو بھی دیکھا جائے گا، اگر دھوپ آنے میں کوئی دیوار حائل ہو اور جی چاہتا ہو کہ دھوپ آوے تو اس دیوار کے ہٹانے کا کیا طریقہ ہے، کیا یہ طریقہ ہے کہ دیوار میں ٹکر ماریں، اگر ایسا کرے گا تو جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے۔ ہماری حالت تو یہ ہے کہ دو مسلمان مل کر اتفاق رائے سے کام نہیں کر سکتے پھر اس پر اپنے ایسے بلند خیالات! کیا ایسی قوم کبھی فلاح پا سکتی ہے؟ اگر مسلمانوں میں اہلیت ہوتی تو ''حیاۃ المسلمین'' اور ''صیانۃ المسلمین'' ہی ان کے دستور العمل کے لیے کافی ووافی ذخیرہ ہے۔ اس میں مسلمانون کی دنیا وآخرت سب کی بہبود اور فلاح کا کافی ذخیرہ ہے اور کام تو کرنے سے ہی ہوتا ہے، بدوں کئے کچھ نہیں ہوتا اور اس کرنے میں بھی یہ شرط ہے کہ طریقہ سے اور اصول وقواعد اور حدود شرعیہ کا تحفظ کرتے ہوئے کیا جائے اور یہ سب کچھ ''حیاۃ المسلمین'' اور ''صیانۃ المسلمین'' میں ہے۔ اگر مسلمان ان کو اپنا دستور العمل بنالیں تو میں خدا کی ذات پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ:انتم الاعلون ان کنتم مومنین کا ظہور ہو جائے گا۔

فرمایا:

صیانۃ المسلمین کے اندر کوئی ضروری بات کہنے سے نہیں رہی۔

فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ
اور
مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اہل علم وفضل پر یہ حقیقت مخفی نہیں کہ ضلع مظفر نگر یوپی کے قصبہ تھانہ بھون کو حق تعالیٰ نے اس زمانہ میں (تیرھویں چودھویں صدی ہجری میں) ایسی ایسی علمی اور روحانی شخصیتوں کا مرکز بنایا تھا کہ ان شخصیتوں کے علم وفضل، خلوصِ عمل اور زہد وتقویٰ کو دیکھ کر اسلاف کرام کی یاد تازہ ہوتی تھی اور ان کی صحبت پر تاثیر کی برکت سے ہزار ہا بندگانِ خدا کو یقین ومعرفت کی لازوال دولت میسر آتی تھی۔

انہی سراپا اخلاص اور مجسمہ علم وعمل روحانی شخصیتوں اور برگزیدہ ہستیوں میں سے قصبہ تھانہ بھون میں ایک عظیم روحانی ہستی ولی کامل شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمہ اللہ کی بھی تھی، جن کے فیض صحبت اور توجہ باطنی سے ہزاروں بندگان خدا فیض یاب اور سینکڑوں تشنگان معرفت اس چشمہ عرفان سے سیراب ہوئے جن میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، اور مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہم اللہ تعالیٰ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جنہوں نے تھانہ بھون کی خانقاہ امدادیہ میں اس ولی کامل سے فیض یاب ہوکر کمالات ولایت حاصل کئے۔

دارالعلوم دیوبند

انہی عارف باللہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب تھانوی مہاجر مکی رحمہ اللہ کی دعاء

نیم شبی ونالہ سحر گاہی اور آپ کے فیض یافتہ روحانی وارثوں قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اور حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور ان کے دوسرے رفقاء کرام کی مساعی جمیلہ کا مبارک ثمر دیوبند میں دارالعلوم کا قیام ہے جس کے چشمہ صافی سے فیض یاب وسیراب ہونے والے ہزاروں فضلاء نے بفضلہ تعالیٰ نہ صرف برصغیر کے مسلمانوں کو بلکہ عالم اسلام کے بہت بڑے حصہ کو اپنے علمی اور روحانی فیض سے سیراب اور ایک جہاں کو نور معرفت سے منور کر دیا اور کر رہے ہیں، والحمدلله علىٰ ذلك۔

اس چشمہ فیض سے فیض یاب ہو کر اور اس گہوارہ علم میں پرورش پا کر ہزاروں علماءِ دہر اور فضلاء عصر نکلے اور بڑے بڑے علمی اور روحانی پیشوا پیدا ہوئے جو آسمان فضل وکمال اور علم وعرفان کے درخشندہ آفتاب وماہتاب بن کر چمکے اور انہوں نے اپنے علم ظاہر اور علم باطن کے ذریعہ ایک عالم کو فیض یاب کیا اور علم ومعرفت کی روشنی کو اقطار عالم میں دور دور تک پہنچایا۔

اکابرین دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ

دارالعلوم دیوبند کے بانیوں میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے براہ راست علمی اکتساب کرنے والوں اور روحانی فیض پانے والوں میں سے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کے علاوہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ بھی ان اکابر رحمہم اللہ سے ہی فیض یاب ہوئے تھے اور ان کے ساتھ ہی شیخ الہند رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر المدرسین سے بھی علمی فیض پایا تھا۔

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ دارالعلوم کے صدر نشین ہوئے اور سینکڑوں جلیل القدر علماء وفضلاء کرام نے ان سے علمی وروحانی فیض حاصل کیا اور حضرت مولانا خلیل احمد رحمہ اللہ نے

مظاہر علوم سہارنپور کی مسند صدارت کو زینت بخشی اور بڑے بڑے علماء کو فیض یاب کیا۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے تھے آپ کا روحانی رشتہ حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی رحمہ اللہ کے ساتھ وابستہ تھا اور یہی قصبہ مرکز عرفان تھانہ بھون آپ کا وطن تھا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کو اپنے مرشد کامل کے فیض اوران کی دعا کی برکت سے علم تصوف اور تفسیر قرآن نیز تربیت السالکین میں کمال حاصل ہونے کے علاوہ اصلاح رسومات مروجہ اوراصلاح معاشرت میں وہ مقام حاصل ہوا کہ اپنے زمانہ میں مجدد الملت اور حکیم الامت کے لقب سے مشرف ہوئے ، یہ لقب ایک صحابی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا بھی ہے اس میں ایک صحابی کے لقب کے ساتھ غیر ارادی طور پر اشتراک کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے یہ لقب منجانب اللہ قلوب مسلمین میں القاہوا اس کے لئے کوئی جلسہ نہیں کیا گیا نہ کسی اجتماع میں ریزولیشن پاس کیا گیا خود بخود اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کے دلوں میں آپ کے لئے یہ لقب ڈال دیا اوراس لقب سے مشہور ہو گئے۔

حکیم الامت قدس سرہ اسی قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر کے محلّہ خیل کے ننھیالی مکان میں 1280ھ میں پیدا ہوئے نسب کے لحاظ سے آپ فاروقی النسل ہیں اس قصبہ میں شیوخ فاروقی کافی آباد ہیں حضرت حاجی صاحب موصوف بھی فاروقی تھے اور حضرت کا بھی یہی قصبہ آبائی وطن تھا حکیم الامت کی آپ سے دور کی نسبی رشتہ داری بھی تھی اس طرح حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ سے آپ کو نسبی اور حسبی دونوں طرح کا رشتہ حاصل تھا، آپ بیس سال کی عمر میں چودھویں صدی کے سرے پر 1301ھ میں دارالعلوم دیوبند سے ظاہری علوم کی تکمیل سے فارغ ہوئے آپ نے پہلے اسی قصبہ تھانہ بھون میں حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی فاضل دیوبند سے متوسط کتابوں تک تعلیم حاصل کی پھر آپ نے

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور درس نظامی کی تکمیل کی، آپ کے دیوبند کے استاذہ میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی شاگرد حضرت شاہ عبدالغنی دہلوی اور خلیفہ حضرت حاجی امداداللہ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی، مولانا سید احمد دہلوی، اور ملا محمود صاحب دیوبندی رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں، حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے درس جلالین میں شرکت سے بھی آپ مشرف ہوئے تھے، رحمهم الله تعالى رحمة واسعة۔

ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ سے تربیت باطنی اور اکتساب فیض کیا اور چھ مہینہ حضرت حاجی صاحب موصوف کی خدمت میں مکہ معظّمہ میں قیام کیا اور ''مثنوی شریف'' کا حضرت موصوف سے درس لیا اسی کے فیض سے بعد میں ''مثنوی شریف'' کی مبسوط شرح ''کلید مثنوی'' کے نام سے تحریر فرمائی جو مقبول عام و خاص ہوئی اور فن تصوف اور حل مثنوی میں اپنی نظیر آپ ہے۔

حضرت حکیم الامت کی تھانوی قدس سرہ کی جامعیت

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے مرکز تھانہ بھون اور مرکز علوم دارالعلوم دیوبند سے ظاہری علوم کی تکمیل اور حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی سے مکہ مکرمہ کے مرکز صدق وصفا میں باطنی تربیت حاصل کر کے علم ظاہر اور علم باطن میں کمال حاصل کیا۔

ظاہری علوم حدیث وتفسیر، منطق وفلسفہ وغیرہ میں کمال درجہ کی مہارت اور فقاہت حاصل ہونے کے ساتھ تصوف اور روحانی مقامات میں بھی اس درجے پر فائز ہوئے کہ چودھویں صدی میں اس کی نظیر بہت ہی کم یاب ہے، بلاشبہ آپ اپنے علمی اور روحانی کمالات میں اسلاف کرام کے سچے وارث اور مایہ ناز یادگار تھے جس پر آپ کی ہر فن فقہ، حدیث، تصوف وسلوک میں محققانہ اور بلند پایہ علمی تصانیف، بے نظیر تدریسی خدمات اور سلوک وتصوف میں باطنی تربیت واصلاحات شاہد عدل ہیں، اسی لئے بجا طور پر آپ کو حکیم الامت مجدد الملت کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی تصنیفات اور ہر شعبہ زندگی میں تحریرات واصلاحات کو دیکھ کر بلاخوف وتردید کہا جا سکتا ہے کہ وہ واقعی اپنے زمانہ کے حکیم الامت مجدد الملت اور جامع شریعت وطریقت، بلند پایہ محقق، دقیق النظر وسیع النظر محدث، عدیم النظیر مفسر تھے۔

آپ کے علمی اور روحانی فیوضات چودھویں صدی کے شروع سے 1362ھ تک تقریباً باسٹھ سال تک اطراف عالم میں پھیلے رہے اور ایک عالم ان سے فیض یاب ہوتا رہا، اب آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کی سینکڑوں تصنیفات وتالیفات اور مواعظ وملفوظات کے ذریعہ آپ کے فیوضات جاری وساری ہیں اور گم گشتگان راہ ہدایت کے لئے ہر شعبہ میں ہدایت اور روشنی کا مینار ثابت ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے استفادہ کرنے اور راہنمائی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

حضرت تھانوی قدس سرہ کی تجدیدی خدمات اور اکابر کی شہادت

حق تعالیٰ جل شانہ نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو اس زمانہ میں تجدیدی واصلاحی خدمات کے لئے حقیقی معنی میں ''حکیم الامت'' بنایا تھا جس پر زمانہ کے بڑے بڑے فضلا کا اتفاق ہے۔

حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''اصلاح امت کی کوشش میں علمی زندگی کے ہر گوشہ پر ان کی نظر تھی بچوں سے لے کر بوڑھوں تک عورتوں سے لے کر مردوں تک جاہلوں سے لے کر عالموں تک تبلیغ، تعلیم، سیاست، معاشرت، معاملات، اخلاق عبادات اور عقائد میں دین خالص کی نظر میں جہاں کوتاہی نظر آتی اس کی اصلاح کی فقہ کے نئے نئے مسائل اور مسلمانوں کی نئی نئی ضرورتوں کے متعلق آپ نے پورا سامان مہیا کر دیا اور خصوصیت کے ساتھ اس فن احسان

وسلوک جس کا مشہور نام ''تصوف'' ہے تجدید کی''۔

آگے تحریر فرماتے ہیں:

''ایک پرانے قصبہ کی ایک کہنہ مسجد کے ایک گوشہ میں ایک دور میں زندہ دل مرد درویش بیٹھا ہوا مسلمانوں کے سارے احوال اور ان کی زندگی کے ہر شعبہ پر نظر ڈالی کہ حق و باطل نیک و بد، صحیح وغلط کے درمیان تفرقہ کی لکیر بنانے میں مصروف تھا، اس کے سامنے دین صحیح کی تمثال تھی اور اس کو دیکھ دیکھ کر موجودہ مسلمانوں کی زندگی کی تصویر میں جہاں جہاں غلطیاں تھیں وہ ان کے درست کرنے میں مشغول تھا، اس نے پوری زندگی اس میں صرف کردی کہ مسلم کی تصویر حیات اس شبیہ کے مطابق بنادے جو دین حق کے مرقع میں نظر آتی ہے''۔ (جامع المجددین ص 227،228)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی تھانوی رحمہ اللہ ارقام فرماتے ہیں:

''حضرت اقدس حکیم الامت قدس سرہ نے اپنے تجدیدی کارناموں میں جہاں اور بہت سی عظیم الشان اصلاحی خدمات انجام دی ہیں ان ہی میں ایک کارنامہ یہ ہے کہ باب ''حسن معاشرت'' کو زندہ فرمادیا، واقعی آپ کے لئے بجاطور پر اللہ تعالیٰ نے قلوب رجال میں ''لقب حکیم الامت مجدد الملت'' القافرمایا تھا''۔ (رحمۃ القدوس ص 208 ج 2)

حضرت حکیم الامت کی وفات کے بعد اپنے تاثرات کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

وہ حکیم امت مصطفیٰ ، وہ مجدد طرق ہدی

وہ جو بانٹتے تھے دوائے دل، وہ دکان اپنی بڑھا گئے

خلیفہ خاص حضرت گنگوہی قدس سرہ کا ارشاد

حضرت مولانا روشن خان صاحب رحمہ اللہ مرادآبادی خلیفہ خاص حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے حضرت تھانوی سے خطاب کرکے فرمایا:

''آپ میرے لئے دعا کردیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرا ایمان پر خاتمہ کرے، اللہ تعالیٰ

نے آپ کو اس صدی کا مجدد بنایا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض و برکات سے عالم کو منور کرے اور آپ کے ذریعہ سے رسوم و بدعات کا قلع قمع کرے''۔ (اشرف السوانح ص۱۶۱ ج۱)

حضرت مرادآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعا حق تعالیٰ نے قبول فرمائی اور حضرت تھانوی قدس سرہ کے فیوض و برکات سے ایک عالم کو منور کر دیا اور آپ کے ذریعہ رسومات مروجہ اور بدعات کا ایسا قلع قمع کیا کہ اس زمانہ میں اس سے بڑھ کر متصور نہیں۔

حضرت شیخ کاندھلوی قدس سرہ کا ارشاد

حضرت مولانا یحیٰ صاحب کاندھلوی فیض یافتہ اور خادم خاص حضرت گنگوہی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلمانوں کو اس وقت عام نفع مولانا تھانوی سے بہت پہنچ رہا ہے اس لئے مجددیت کی شان ان میں زیادہ پائی جاتی ہے'' (اشرف السوانح ص۱۶۱ ج۱)

شیخ العرب والعجم حضرت مدنی قدس سرہ کا ارشاد

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ خاص حضرت الاستاذ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے اس سوال کے جواب میں کہ ''کیا حکیم الامت میں شان مجددیت تھی؟ فرمایا: بے شک وہ مجدد تھے۔ انہوں نے ایسے وقت میں دین کی خدمت کی جبکہ دین کو بہت احتیاج تھی'' (حیرت انگیز واقعات ص۱۶۲ بروایت سید فرید الوحیدی)

الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر میں ہے کہ ''حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد جب مولانا مدنی سے ایک پوچھنے والے نے پوچھا کہ کیا حضرت تھانوی مجدد تھے؟ فرمایا: بلاشبہ مجدد تھے خصوصا سلوک وتصوف میں جو کام حضرت نے کیا وہ تجدید سے تعلق رکھتا ہے''۔ (اشرف المقالات ص۳۶۸ ج۱)

حضرت شیخ سہارنپوری قدس سرہ کا ارشاد

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری خلیفہ اول حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

جب کسی تحریر میں (حضرت تھانوی رحمہ اللہ) کے نام کے ساتھ حکیم الامت لکھا ہوا نہ پاتے تو بہت ناراض ہوتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے جب قلوب رجال میں ان کے لئے ایک لقب ڈال دیا ہے تو اس کو چھوڑنا نہ چاہیئے کہ اس میں حضرت کے ساتھ سوء ادب ہے (اوکما قال۔(اشرف السوانح ص۲۶۱ ج۱)

مکتوب گرامی

از حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دھلوی قدس سرہ

حضرت سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عین شب وصال کو خواب دیکھا کہ مولانا شبیر علی صاحب مجھ سے فرمارہے ہیں کہ حضرت مولانا (تھانوی رحمہ اللہ) کو پوری صحت ہوگئی، صبح اٹھ کر میں نے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب سے یہ خواب بیان کیا دونوں چپ رہے۔ مفتی صاحب ۲۱/جولائی کو اور خاکسار ۲۳/جولائی کو بھوپال میں تھے)26 جولائی کا لکھا ہوا مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا غم نامہ ملا:

مکرم ومحترم دامت معالیہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بھوپال سے واپس آگئے ہوں گے، میں نے دہلی پہنچ کر حضرت تھانوی قدس سرہ کے وصال کی خبر سنی آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا، فوراً یاد آیا کہ جس شب کو مولانا نے دنیا کو چھوڑا یعنی دوشنبہ سہ شنبہ کی درمیانی شب اسی رات کی صبح کو جناب نے بھوپال میں مجھ سے ذکر کیا تھا کہ آپ نے مولوی شبیر علی صاحب کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہیں حضرت مولانا بالکل صحت یاب ہوگئے، آپ کا خواب سچا ہوا، مولانا نے دنیاوی تکلیف سے بالکل صحت پائی اور رفیق اعلیٰ سے جاملے، انا للہ وانا الیہ راجعون رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ واسکنہ الفردوس الاعلیٰ۔ ہندوستان ایک حکیم الامت مجدد الملت سے محروم ہوگیا۔

(''موت العالم موت العالم'' از: مولانا سید سلیمان صاحب ندوی)

مجلس صیانۃ المسلمین فلاح دارین کا دستور العمل

حضرت تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''اگر مسلمانوں میں اہلیت ہوتی تو ''حیوۃ المسلمین اور ''صیانۃ المسلمین'' ان کے دستور العمل کے لئے کافی وافی ذخیرہ ہے اس میں مسلمانوں کی دنیا و آخرت سب کی بہبود اور فلاح کا کافی ذخیرہ ہے اور کام تو کرنے سے ہی ہوتا ہے بدوں کئے کچھ نہیں ہوتا اور اس کرنے میں بھی یہ شرط ہے کہ طریقہ سے اور اصول وقواعد اور حدود شرعیہ کا تحفظ کرتے ہوئے کیا جائے اور یہ سب کچھ ''حیٰوۃ المسلمین'' اور ''صیانۃ المسلمین'' میں ہے، اگر مسلمان ان کو اپنا دستور العمل بنالیں تو میں خدا کی ذات پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ: انتم الاعلون ان کنتم مومنین کا ظہور ہو جائے گا۔

کتاب ''حیاۃ المسلمین'' ایک عجیب مجموعہ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حیوۃ المسلمین میں قرآن وسنت سے ایسے مضامین جمع کردئے ہیں جن پر مسلمانوں کی ایمانی حیات کا دارومدار ہے اور وہ ایمانی زندگی کے لئے بمنزلہ روح کے ہیں ہر شہر اور ہر گھر میں روزانہ اس کو پڑھا اور سنا جانا چاہئے اور اس کے مطابق اپنی اسلامی زندگی کو ڈھالنا چاہئے، افسوس کہ اس نسخہ حیات کی قدر نہیں کی گئی، اس کے دیباچہ میں نوے سے زائد آیات قرآنیہ کو مع ترجمہ اردو بیان فرمایا گیا ہے، ان کے علاوہ غیر مکرر تین سو چالیس احادیث کی تشریح اور تبلیغ اس کتاب ذریعہ ہو رہی ہے، یہ کتاب تبلیغی اور اصلاحی کام انجام دینے کے لئے ازحد کارآمد اور مفید ہے اس میں مسلمانوں کی دنیا وآخرت کی فلاح وکامیابی کے متعلق مضامین کو قرآن وسنت کی روشنی میں بیان فرمادیا گیا ہے۔

یہ کتاب ۱۳۴۵ھ میں لکھی گئی ہے جو کئی مرتبہ شائع ہو کر مفید عام وخاص ہو رہی ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے نو رسائل کا مجموعہ جو مجلس صیانۃ المسلمین نے

بنام ''اصلاحی نصاب'' شائع کیا ہے، اب اس کتاب کو اس کا جز بنا دیا گیا ہے۔

کتاب ''حیاۃ المسلمین'' حضرت حکیم الامت قدس سرہ کی نظر میں

حضرت فرماتے ہیں:

''حیوۃ المسلمین کے متعلق میرا غالب خیال قلب پر ہے کہ اس سے میری نجات ہو جائے گی اس کو میں اپنی ساری عمر کی کمائی اور ساری عمر کا سرمایہ سمجھتا ہوں، اس کی قدر ان علما کو ہوسکتی ہے جو حدیث شریف پڑھاتے ہیں کہ کون سا اشکال کہاں ذرا سے لفظ سے حل ہو گیا ہے اور پھر یہ کتاب گویا ایک فہرست ہے ان اعمال کی کہ جن سے یقینی طور پر دنیا کی بھی فلاح حاصل ہوگی اور دین کی بھی، غرضیکہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے آبِ زر سے لکھے جانے والے اور لوح دل پر نقش ہونے والے مضامین درج فرمائے ہیں جن پر ہر مسلمان کی حیات کا مدار ہے، اس کی تعریف کے لئے الفاظ ملنا دشوار ہیں واقعی یہ کتاب دین کے مطابق زندگی گذارنے کا ایک جامع دستور العمل ہے''۔ (تالیفات اشرفیہ ص ۲۹)

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے نزدیک تبلیغ کی اہمیت

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے نزدیک تبلیغ کی اہمیت اور افضلیت کا اندازہ اس واقعہ سے ہی لگایا جا سکتا ہے کہ:

میرے والد محترم حضرت مفتی عبدالکریم گمتھلوی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ اس تبلیغ سے حضرت رحمہ اللہ کو اس قدر تعلق تھا کہ اس (تبلیغ کے کام کے) دوران ایک دوست نے احقر کو حج کے لئے ہمراہ لے جانا چاہا احقر کو بے حد اشتیاق تھا بہت خوش ہوا اور حضرت والا سے اجازت چاہی، ارشاد فرمایا کہ جس کام میں یہاں مشغولی ہے وہ حج نفل سے مقدم اور افضل ہے اور بڑے ہی جوش کے ساتھ فرمایا کہ ایسے ہی موقع کے واسطے حضرت مسعود بک نے فرمایا ہے:

اے قوم ! بحج رفتہ کجا ئید کجا ئید   معشوق دریں جاست بیائید بیائید

تبلیغ کی اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمہ اللہ نے خود بنفس نفیس سینکڑوں وعظ فرمائے اور اسی تبلیغ کے لئے کثرت سے سفر کئے اس کے ساتھ ہی کثرت سے مواعظ اور ملفوظات میں تبلیغ کے اہم اور اقدام دینی فریضہ ہونے کا واضح طور پر بیان فرمایا اور اس فریضہ کی انجام دہی کے لئے مسلمانوں کو ہمیشہ متوجہ فرماتے رہے، آداب تبلیغ، محاسن اسلام، الدعوۃ الی اللہ، صلاح واصلاح، التواصی بالحق، التواصی بالصبر، دوسرے کئی مواعظ کا تو مستقل موضوع ہی فریضہ تبلیغ کی اہمیت واقدمیت اور اس کے آداب واحکام کی تفصیل کا بیان کرنا ہے اور غور سے دیکھا جائے تو حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی تمام تصنیفات وتالیفات اور سارے مواعظ وملفوظات کا محور اور بنیادی نقطہ احکام کی تبلیغ واشاعت اور دین حق کی طرف دعوت کے سوا کچھ ہے ہی نہیں، اس سلسلہ میں ''الانسداد لفتنۃ الارتداد''، ''حسن اسلام کی ایک جھلک''، ''نماز کی خوبیاں'' کئی رسالے بھی شائع فرمائے جو دعوت وتبلیغ کا بڑا مفید علمی ذخیرہ ہے۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے مواعظ دراصل پورے دین اور سارے ابواب اور احکام دین کی تبلیغ ودعوت کا نہایت ہی محققانہ، حکیمانہ، مجددانہ، مصلحانہ قیمتی ذخیرہ ہے اورادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن میں حکمت وموعظت حسنہ اور جدال احسن کے عنوان سے تبلیغ ودعوت کے جن جن طریقوں کا ذکر فرمایا گیا ہے ان سب کا نہایت جامع مستند اور ہر مبلغ وداعی حق کے لئے قابل قدر اور لائق تقلید مجموعہ ہے۔

جہاں تک تبلیغ ودعوت کا تعلق ہے حضرت رحمہ اللہ نے صرف اس کے اصول وحدود کی اصلاح وتجدید ہی نہیں کی بلکہ مواعظ کے شکل میں اصلاح وتجدید کا کامل ومکمل عملی سرمایہ امت کے ہاتھ میں دے دیا، یہ مواعظ دین کے ہر شعبہ میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے تو کارآمد ہیں ہی بلکہ ان شاء اللہ تعالیٰ کافی وافی ہیں غیروں کو بھی سبیل رب کی طرف

بلانے میں نہایت درجہ نافع اور موثر ہیں۔

دعوت وتبلیغ کی وقتی ضرورتوں میں براہ راست حصہ لینا

سینکڑوں ہزاروں تبلیغی ودعوتی مواعظ اور ملفوظات کے ذریعہ دائمی اور مستقل دعوت وتبلیغ کے علاوہ دعوت وتبلیغ کی وقتی ضرورتوں میں بھی حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے بھرپور حصہ لیا اور ان میں خود عملی شرکت فرمائی۔

۱۳۴۱ھ و۱۹۲۲ء میں اطراف آگرہ سے فتنہ کی خبر پہنچی تو ہمارے اکابر نے بالعموم اور بانی صیانۃ المسلمین حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ نے بالخصوص اس سلسلہ میں انتھک محنتیں برداشت کیں اور بنفس نفیس خود بھی مختلف مقامات پر تبلیغی دورہ فرمایا۔

اسی طرح علاقہ میوات میں حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ نے جگہ جگہ دورے فرمائے، اس کی کسی قدر تفصیل کتاب مجلس صیانۃ المسلمین کا تاریخی پس منظر (مولفہ مولوی وکیل احمد صاحب شیروانی ناظم مجلس ہذا) میں ملاحظہ فرمائیں۔

بانی مجلس کا علاقہ میوات میں دورہ تبلیغ کے لئے عالموں کا تقرر فرمانا

علاقہ میوات میں حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ نے خود بھی دورہ فرمایا اور ریواڑی، نارنول موضع اسماعیل پور میں حضرت کے مواعظ ہوئے اور دو عالموں حضرت مولانا عبدالمجید صاحب بچھرایونی رحمہ اللہ اور والد محترم حضرت مولانا مفتی عبدالکریم صاحب گمتھلوی رحمہ اللہ کو مستقل طور پر اس علاقہ میں تبلیغ کے لئے متعین فرمایا ان دونوں حضرات کو مناسب ہدایات کے بعد اس علاقہ میں کام کرنے کے لئے روانہ فرمایا اور کام کرنے کے کچھ اصول بھی حضرت اقدس رحمہ اللہ نے مقرر فرمائے ان کا تفصیلی تذکرہ مذکورہ کتاب میں موجود ہے، حضرت اقدس رحمہ اللہ کے مقرر کردہ اصول نہایت مفید اور نافع ہیں ان پر ان حضرات نے عمل کیا اور آج بھی موجودہ دور میں تبلیغی جماعت نے یہی اصول کم وبیش اپنا رکھے ہیں۔

مجلسصیانۃ المسلمین کے نظام کی دعوت

ایک خط کے جواب میں حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے مجلس صیانۃ المسلمین کے نظام کی طرف ان الفاظ میں دعوت دی، فرماتے ہیں:

’’آپ کو اپنی دو کتابوں کا پتہ دیتا ہوں جو ان شاء اللہ قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے پیام عمل ہے، ایک حیوۃ المسلمین شخصی اصلاح کے لئے دوسری صیانۃ المسلمین اجتماعی نظام کے لئے ان کے مضامین اپنے موضوع میں رنگین تو نہیں مگر سنگین ضرور ہیں‘‘۔

حضرت اقدس رحمہ اللہ نے اجتماعی نظام کے لئے ’’صیانۃ المسلمین‘‘ کو پیش فرمایا ہے حضرت والا رحمہ اللہ کے متوسلین کو ’’صیانۃ المسلمین‘‘ کی طرف خصوصی طور پر اہتمام سے توجہ کرنی چاہیئے اور اس کے نظام کو اپنانا چاہیئے۔

مجلس صیانۃ المسلمین اور علامہ ظفر احمد عثمانی

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی رحمہ اللہ کو بھی حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی مجوزہ اور منظور نظر اس مجلس صیانۃ المسلمین کے ساتھ دلی لگاؤ اور قلبی تعلق رہا ہے اور اپنی دلی وابستگی کا اظہار بھی حضرت مولانا ہمیشہ فرماتے رہا کرتے تھے اور اس کے نظام پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت کا اظہار فرماتے تھے چنانچہ ایک والا نامہ میں فرماتے ہیں:

’’مجلس صیانۃ المسلمین‘‘ سے مجھے قلبی تعلق ہے حکیم الامت قدس سرہ کے بتائے ہوئے نسخے سب نسخوں سے زیادہ مفید اور موثر ہیں ضرورت ہے کہ حضرت حکیم الامت کے خلفاء اور متوسلین ان پر عمل پیرا ہوں‘‘ (تذکرۃ الظفر ص ۲۴۶)

مجلس صیانۃ المسلمین کا نظام عمل چونکہ شریعت کے ہر شعبہ پر حاوی ہے جیسا کہ اس کے نظام عمل کے دیکھنے سے واضح ہو رہا ہے اس لئے اس مجلس کی جامعیت کا اظہار بھی مولانا مرحوم نے فرمایا ہے، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

’’آخر میں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ اس مجلس کو اس تبلیغ سے جس کا مرکز

ہندوستان میں نظام الدین دہلی اور پاکستان میں رائے ونڈ ہے پورا اتفاق اور تعاون حاصل ہے کیونکہ دونوں کا مقصد خدمت اسلام اور اصلاح مسلمین ہے صرف طریق کار کا فرق ہے پہلی تبلیغ چند اصول پر منحصر ہے اور ''صیانۃ المسلمین'' پوری شریعت پر حاوی ہے جیسا کہ ''صیانۃ المسلمین'' کے مطالعہ سے ظاہر ہے، ''صیانۃ المسلمین'' میں پہلی تبلیغ کے اصول بھی شامل ہیں جیسا کہ ''تفہیم المسلمین'' سے بخوبی مفہوم ہوجائے گا'' (تذکرہ، بحوالہ انوار النظر)

یہ نظام عمل دین کے تمام احکام کی تبلیغ وتعلیم کا جامع ہے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی کتاب ''حیاۃ المسلمین'' پوری امت کی فلاح وبہبود کے لئے دستور العمل ہے مجلس صیانۃ المسلمین کا یہی نظام العمل ہے۔

حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''اس رسالہ ''حیاۃ المسلمین'' کا ایک مکمل نظام العمل بھی تجویز فرما کر ''صیانۃ المسلمین عن خیانۃ غیر المسلمین'' کے نام سے شائع فرمادیا'' (اشرف السوانح)

واقعی یہ نظام عمل شریعت کے ہر شعبہ پر حاوی ہے عقائد واعمال، معاملات، معاشرت اور اخلاق غرضیکہ دین کے ہر شعبہ کی تعلیم وتبلیغ کا جامع ہے یہاں تک کہ مسلمانوں کی اقتصادی ضرورتوں کے پورا کرنے کا نظم بھی اس میں موجود ہے۔

اور غیر مسلموں میں تبلیغ کا طریقہ بھی اس میں شامل ہے ایسی بہت سی خصوصیات مجلس صیانۃ المسلمین کا خصوصی امتیاز ہے، اب اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ہر صاحب درد اور صاحب تعلق خواہ پاکستان میں ہو یا ہندوستان میں ہو حضرت حکیم الامت اور مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے قرآن وسنت کی روشنی میں تجویز فرمودہ نظام تعلیمات کو اپنائے اور امکان طریقہ پر ان کی اشاعت وتبلیغ کو اپنا شعار ومقصد زندگی بنائے اور ہر بستی اور شہر میں مجلس صیانۃ المسلمین کی شاخیں قائم کی جائیں اور مجلس کے زیر اہتمام مسجد میں اصلاحی نصاب پڑھا اور سنا جائے نیز تربیتی اصلاحی درس کا نظام بھی جگہ جگہ قائم ہو،

مساجد کی تعمیر اور دینی مدارس بھی ہر بستی اور شہر کے ہر محلّہ میں قائم کئے جائیں۔

اللہ تعالیٰ اس الہامی مضمون کے طفیل ''مجلس صیانۃ المسلمین'' نیز ہر دینی ادارہ اور مدرسہ کے نفع کو عام کریں اور قبولیت تامہ عطا فرمائیں۔احقر اور سب مسلمانوں کو مجلس صیانۃ المسلمین کے بانی حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ اور اس مجلس سے دوسرے وابستگان حضرات قدسی صفات کا ساتھ دارین میں نصیب فرمائیں اور حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے ارشادفرمودہ نظام کو اپنی زندگیوں میں جاری کرنے کی توفیق وسعادت عطا فرمائیں اور حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے ارشادفرمودہ نظام کو اپنی زندگیوں میں جاری کرنے کی توفیق وسعادت عطا فرمائیں آمین۔

اکابرین مجلس صیانۃ المسلمین

بفضلہٖ تعالیٰ اس مجلس کو ہندو پاک کے اکثر مشہور علماء کرام ومشائخ عظام کی سرپرستی حاصل رہی ہے جن میں سے یہ اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمہ اللہ، مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ، حضرت مولانا سید حامد حسین صاحب میرٹھی رحمہ اللہ، حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی رحمہ اللہ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمہ اللہ، مخدوم الامت حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمہ اللہ، عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی رحمہ اللہ، فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا رسول خان صاحب رحمہ اللہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ، عارف باللہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمہ اللہ، حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ اکوڑہ خٹک (پشاور) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ، عارف باللہ حضرت الحاج محمد شریف صاحب ہوشیارپوری رحمہ اللہ، حضرت مولانا شاہ

فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہ اللہ، اور موجودہ دور میں عارف باللہ محی السنۃ حضرت اقدس شاہ محمد ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ناظم مجلس دعوت الحق ہردوئی (انڈیا) مجلس کے حق میں برابر دعا گو رہتے ہیں اور مفید مشوروں سے کارکنان مجلس کو مستفید فرماتے رہتے ہیں، حضرت موصوف دام ظلہم کا وجود مسعود ہندو پاک کے لئے خصوصاً باعث رحمت و برکت ہے، حق تعالیٰ شانہ آپ کے سایہ عاطفت کو تا دیر سلامت باکرامت رکھے آمین ثم آمین۔
(مزید تفصیل مجلس علماء کرام کی نظر میں ملاحظہ فرمائیں)۔

مجلس صیانۃ المسلمین کی تاریخ

جیسا کہ اوپر کی تفصیلات سے واضح ہوا کہ یہی وہ نظام عمل ہے جس کو حضرت تھانوی قدس سرہ نے مسلمانوں کے لئے تجویز فرمایا تاکہ وہ اجتماعی طور پر آگے بڑھ سکیں اس سے قبل انہوں نے کتاب ''حیوۃ المسلمین'' تالیف فرمائی (جس کا ذکر ان اوراق میں کیا گیا) جس کا اجتماعی طور پر بروئے کار لانے کے لئے مجلس صیانۃ المسلمین کا نظام تجویز ہوا اس کو یوں سمجھئے کہ حیوۃ المسلمین میں جن اعمال کا ذکر ہے مسلمانوں کو موجودہ پستی سے نکالنے کے لئے ان کو اپنانا ضروری ہے، انہی اعمال کی تعلیم و تبلیغ اور ترویج کے لئے مجلس کا نظام تجویز کیا گیا، یعنی حیوۃ المسلمین میں 25 ابواب ہیں ان کو انفرادی طور پر اپنی زندگی میں اپنانا اتنا آسان نہیں جتنا اجتماعی طور پر یہ کام آسان ہو جاتا ہے کیونکہ ہر کام کا یہی اصول ہے کہ انفرادی طور پر کرنے سے اتنے اچھے اثرات مرتب نہیں ہوتے جتنے کہ اجتماعی طور پر کرنے سے۔

مجلس کی تشکیل ''حیاۃ المسلمین'' کی تالیف کے تقریباً ایک ڈیڑھ سال بعد کی گئی اور سب سے پہلے حضرت رحمہ اللہ نے تھانہ بھون میں اس کو جاری فرمایا مگر وسائل محدود تھے اس لئے مختصر طور پر کام ہوتا رہا۔

حضرت رحمہ اللہ کی حیات میں بعض اور حضرات نے بھی اس نظام کو قائم کر کے

اپنے اپنے ہاں جاری کیا مثلا ۱۳۴۹ھ میں خان بہادر حاجی محمد یوسف احمد صاحب بائی نے دہلی میں کام کیا جو عرصہ دراز تک جاری رہا چنانچہ اس زمانہ کا مطبوعہ رسالہ ’’صیانۃ المسلمین‘‘ مجلس کے دفتر میں موجود ہے اس کے بعد پاکستان بننے سے کچھ عرصہ قبل یعنی مارچ ۴۷ء میں علی گڑھ میں اس مجلس کو جناب شیخ منظور علی صاحب فاروقی کی صدارت میں قائم کیا گیا جس کی سرپرستی حضرت مولانا مولوی حافظ جلیل احمد شیروانی صاحب خلیفہ خاص حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے فرمائی۔

پاکستان میں نشاۃ ثانیہ

پاکستان بننے کے بعد غالبا ۱۹۵۱ء میں حضرت مولانا مولوی حافظ جلیل احمد صاحب شروانی رحمہ اللہ جن کی سرپرستی میں علی گڑھ میں مجلس قائم کی گئی تھی ہجرت فرما کر پاکستان تشریف لے آئے، ان کی ذات گرامی کسی رسمی تعارف کی محتاج نہیں وہ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سری کے خلفاءِ عشاق اور مخصوصین میں سے تھے جو اپنا گھر بار چھوڑ کر برسہا برس (تقریباً ۱۷، ۱۸ سال تھانہ بھون اپنے شیخ کی خدمت میں مقیم رہے اور ان کے فیوض سے خوب مستفیض ہوئے وہ اپنے وقت کے شیخ کامل عالم باعمل اور صاحب کرامت بزرگ اور مصلح تھے، دنیوی لحاظ سے بھی ان کا شمار علی گڑھ کے شروانی خاندان کے رؤسا میں ہوتا تھا اپنے گھر کے نواب اور نواب زادے تھے لیکن ۵۱ء میں اپنا سب کچھ چھوڑ کر اس امانت (یعنی مجلس صیانۃ المسلمین) کو لے کر پاکستان تشریف لے آئے اور اپنا کل سرمایہ اس کی نشر واشاعت وتبلیغ پر صرف کر دیا اور باقی ماندہ زندگی مجلس کی خدمت کے لئے وقف کر دی، انہوں نے ناز ونعم، فراغت وآسائش کی زندگی گزارنے کا عادی ہونے کے باوجود سب کچھ اس کام کے لئے تج دیا۔

دیکھنے والوں نے دیکھا کہ جس شخص کے نازک بدن پر میلا کپڑا کیا معنی کسی نے ان کے صاف شفاف کپڑوں پر شکن بھی نہیں دیکھی جو نزاکت ونظافت کا مجسمہ تھا مگر یہاں

آ کر مجلس کی ترویج کی دھن میں ایسے گم ہوئے کہ نہ لباس کی خبر، نہ جوتوں کی پرواہ، نہ اپنے نزاکت وحسن کا کوئی خیال، پیوند لگے ہوئے خاکی لباس اپنے نازک بدن پر زیب تن کئے ہوئے اور ٹاکیاں لگے ہوئے بھاری بھرکم پشاوری چپل اپنے کمزور و نازک پیروں میں پہنے ہوئے اپنی دھن میں مست اور اپنی لگن میں گم رہتے تھے، ان کی یہ حالت دیکھ کر جاننے والے خون کے آنسو رونے پر مجبور تھے، انہوں نے مجلس کا پیغام بہ نفس نفیس ہر جگہ پہنچایا پورے ملک کے نامور حضرات سے اس سلسلے میں تفصیلی خط وکتابت کی اور گلی گلی اور کوچہ کوچہ جا کر اس پیغام کو پہنچایا مگر قوم نے ان کی آواز پر لبیک نہ کہا باوجود اس کے کہ لاہور میں مجلس کا قیام نہایت اہتمام سے جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں زیر سرپرستی مخدوم العلماء والصلحاء حضرت مولانا مولوی مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ ہو چکا تھا اور حضرت مولانا جلیل احمد صاحب رحمہ اللہ کی زیر نگرانی ہفتہ وار اجتماع اور دیگر امور کا التزام تھا مگر ہم چند خدام کے سوا کسی نے مجلس کی ترویج واشاعت میں نمایاں حصہ نہ لیا بالآخر چند سال کے بعد ان کی جسمانی صحت اس درجہ گر گئی کہ انہوں نے اس امانت کو دوسرے خدام کے سپرد کرنے کا فیصلہ فرمایا اور سب کو جمع کر کے تمام صورت حال سب کے سامنے رکھی اور سب کے مشورے اور اپنی صوابدید اور حکم سے حضرت مولانا سید نجم الحسن صاحب تھانوی رحمہ اللہ کو صدر نامزد فرمایا، مولانا موصوف ایک عرصہ دراز تک مجلس کی صدارت پر فائز رہے، ان کی وفات کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم حضرت مولانا محمد عبیداللہ صاحب کو صدر بنایا گیا اور حضرت مولانا نذیر احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کو نائب صدر تجویز کیا گیا، بفضلہٖ تعالیٰ اب یہ مجلس ان دونوں حضرات کی نگرانی میں رواں دواں ہے۔

یکے از خدام مجلس صیانۃ المسلمین
سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۹/ ذوالقعدہ ۱۴۱۸

فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

دعوت وتبلیغ اور مجلس صیانۃ المسلمین

حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کی تبلیغی خدمات جلیلہ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ السامی کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے دین کی خدمت اور تجدید کے لیے پیدا کیا تھا، چنانچہ حضرت قدس سرہ کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے دین کے تمام شعبوں میں تجدید واصلاح کا کام لیا۔ دیانات، ومعاملات، اخلاق ومعاشرت سبھی شعبوں میں آپ نے خدمات انجام دیں اور ان میں اصلاحات کیں، ہر شعبہ سے متعلق آپ کی تالیفات کو شہادت کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

دین کے دوسرے شعبوں کی طرح حضرت قدس سرہ نے تبلیغ کی بھی بڑی خدمت کی اور جامع وحاوی اور عام وتام از سرِ نو تجدید فرمادی، عام تو اس معنیٰ کر کہ وہ ہر طبقہ کے متعلق ہے کوئی طبقہ اس سے محروم نہیں رہا، اور تام اس معنیٰ میں کہ دین کے تمام ابواب وشعبوں کو شامل ہے، کسی ایک یا دو شعبوں سے متعلق نہیں ہے۔

شعبہ تبلیغ کی خدمت واہمیت

تبلیغ کی خدمت اور اہمیت ساری عمر حضرت والا قدس سرہ کے اس درجہ پیش نظر رہی، نہ صرف یہ کہ سینکڑوں وعظ اور سفر اسی خدمت تبلیغ کی انجام دہی کے لیے فرمائے بلکہ کثرت سے مواعظ وملفوظات میں تبلیغ کے اہم اور اقدم دینی فریضہ ہونے کا واضح بیان فرمایا اور اس کے انجام دینے کے لیے مسلمانوں کو طرح طرح سے ہمیشہ متوجہ فرماتے رہے۔ آداب تبلیغ، محاسن اسلام، الدعوۃ الی اللہ، صلاح واصلاح، الانسداد لفتنۃ الارتداد، بہت بڑے بڑے مبسوط وعظوں کا تو مستقل موضوع ہی فریضہ تبلیغ کی اہمیت واقدمیت

اوراس کے ادب واحکام کی تفصیل ہے،اوراگرغور سے دیکھا جائے تو حضرت علیہ الرحمۃ کی ساری تصنیفات وتالیفات سارے مواعظ وملفوظات کا محوراحکام کی تبلیغ واشاعت اورحق کی طرف دعوت کے سوا کچھ ہے ہی نہیں۔

دعوت وتبلیغ کا علمی ذخیرہ

حضرت تھانوی کے مواعظ دراصل پورے دین اوراس کے سارے ابواب واحکام کی تبلیغ ودعوت کا نہایت ہی محققانہ،حکیمانہ،مجددانہ ذخیرہ ہیں۔اور:ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنه وجادلهم بالتی هی احسن میں جس حکمت اور موعظت حسنہ اور جدال احسن کے عنوان سے تبلیغ ودعوت کے جن تین طریقوں کا ذکر فرمایا گیاہے،ان سب کا نہایت جامع اور دین کے ہر مبلغ وداعی کے لیے قابل قدراور لائق تقلید نمونہ ہیں،اس لیے جہاں تک تبلیغ ودعوت کا تعلق ہے حضرت نے صرف اس کے اصول وحدود کے اصلاح وتجدید ہی نہیں کی بلکہ مواعظ کی شکل میں اس اصلاح وتجدید کا کامل ومکمل علمی سرمایہ امت کے ہاتھ میں دے دیا۔

یہ مواعظ دین کے ہر شعبہ میں مسلمانوں کی اصلاح کے لیے تو کارآمد ہیں ہی، بلکہ ان شاءاللہ تعالیٰ کافی وافی ہیں،غیروں کو بھی سبیل رب کی طرف بلانے میں نہایت درجہ نافع اور موثر ہیں۔

تبلیغ عام کا سب سے زیادہ عام ذریعہ وعظ ہے،حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے جابجا اس کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور یہ کام حضرات علماء دین یا ایسے لوگوں کا ہے جو احکام دین سے کافی واقفیت رکھتے ہوں۔

مواعظ کی نافعیت

حضرات انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ ودعوت کا خاص طریقہ پند ونصیحت یا وعظ وتذکیر تھا اور یہی حضرت علیہ الرحمۃ کے نزدیک سب سے عام اور انفع طریق ہے اور جب تک

حضرت قدس سرہ کی قوت وحالت نے سفر کی اجازت دی کثرت سے اطراف ملک میں وعظ کے لیے سفر کیئے اور مواعظ کو مقبولیت اور نافعیت اللہ تعالیٰ نے اس درجہ بخشی تھی کہ گھنٹوں کے وعظ میں ہی سامعین کی سیری نہ ہوتی تھی، پھر جتنی کثیر تعداد میں حضرت کے مواعظ قلمبند ہو کر محفوظ ہو گئے اس کی نظیر امت کی ساری تاریخ میں نظر نہیں آتی، اور نفع کا تجربہ تو آج بھی ان کو پڑھ کر جس طبقہ کے جس فرد کا جی چاہے کر سکتا ہے۔

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری فرمایا کرتے تھے کہ: ''ہمارے مولانا تھانوی کی نسبت وعظ کے وقت زیادہ پھیلتی ہے، اس لیے امت کو مولانا کے وعظ سے جس قدر نفع ہوتا ہے وہ کسی اور کے وعظ سے نہیں ہوتا''۔ (اشرف السوانح ص۴۹۶ ج۳)

تبلیغ کی وقتی ضرورتوں میں براہ راست حصہ لینا

سینکڑوں ہزاروں تبلیغی ودعوتی عام مواعظ اور ملفوظات کے علاوہ تبلیغ کی وقتی ضرورتوں سے بھی صرف نظر نہیں فرمایا گیا بلکہ ان میں خود بھی عملی شرکت فرمائی۔

فتنہ ارتداد کے زمانہ میں بنفس نفیس ایسے مقامات کا دورہ فرمایا جہاں اس کا اندیشہ قوی تھا، اس کی مثال ''مکارم عشرہ'' کا واقعہ اول ہے۔ اس موقع پر جس مجتہدانہ اور مجددانہ طرز عمل سے کام لیا اس کا اندازہ واقعہ پڑھنے سے ہی ہو سکتا ہے۔

واقعہ دوم عزم یورپ برائے تبلیغ

سفر یورپ کے اس عزم سے جس قدر اہتمام تبلیغ کا آپ کے قلب میں ہونے کا ثبوت ہوتا ہے وہ ظاہر ہے، آگے ''مکارم عشرہ'' میں اس کی تفصیل آرہی ہے۔

علاقہ میوات میں فتنہ ارتداد کے انسداد کے لیے اکابر کی مساعی جمیلہ

۱۳۴۱ھ میں اطراف آگرہ سے فتنہ ارتداد کی خبر پہنچی، اس فتنہ کے سدباب کے لیے مسلمانوں کی سب ہی جماعتوں نے اپنے اپنے طور پر کوششیں کیں اور مؤثر اقدامات،

حق تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کا بہترین بدلہ ان کو مرحمت فرمائے، آمین۔

ہمارے اکابر نے بالعموم اور حضرت اقدس تھانوی قدس سرہ اور امام التبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ تعالیٰ نے بالخصوص اس سلسلہ میں انتھک محنتیں برداشت کیں، اس کی کسی قدر تفصیل اس زیر نظر کتاب ''مجلس صیانۃ المسلمین کا پس منظر'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ اور علاقہ میوات میں دورہ

علاقہ میوات میں ایک سفر حضرت قدس سرہ نے خود بھی فرمایا اور ریواڑی، نارنول، موضع اسماعیل پور میں حضرت کے مواعظ ہوئے، اس کے بعد دوسرے سفر قصبہ نوح اور فیروز پور جھرکہ وغیرہ کے لیے ارادہ فرمایا تھا مگر سفر سے عذر پیش آجانے کی وجہ سے مستقل طور پر سفر موقوف ہوگیا۔

علاقہ میوات میں فتنہ ارتداد کے انسداد کے لیے دو عالموں کا تعین

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے دو مستقل مبلغ حضرت مولانا عبد المجید بچھرایونی رحمہ اللہ تعالیٰ اور میرے والد گرامی حضرت مولانا مفتی عبد الکریم صاحب گمتھلوی مظاہری سابق مفتی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون کو متعین فرما کر ان کو مناسب نصائح اور ہدایات کے بعد اس علاقہ ارتداد میں کام کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ اور کام کرنے کے اصول بھی مقرر فرمائے۔ دعوت وتبلیغ کے لیے حضرت نے جو اصول مقرر فرمائے تھے ان کا تفصیلی تذکرہ آپ اس زیر نظر کتاب میں ملاحظہ کریں گے۔ حضرت والا کے مقرر کردہ یہی اصول موجودہ دور میں بھی تبلیغی جماعت نے کم وبیش اپنا رکھے ہیں، والحمدلله علیٰ ذٰلك۔

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علاقہ میوات میں حضرت قدس سرہ کی طرف سے حضرت مولانا عبد المجید بچھرایونی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تبلیغ پر مامور تھے، اس کی تفصیلات حضرت والد مرحوم کی قلم سے ہی لکھی ہوئی ''اشرف السوانح'' جلد سوم میں ''مکارم عشرہ'' کے تحت طبع ہو چکی ہیں، وہاں سے ہی اس تحریر میں نقل کر دی گئی ہیں۔

حضرت مولانا محمد الیاس قدس سرہ کی معیت

ان تبلیغی اسفار میں بسا اوقات حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی معیت بھی حاصل رہتی تھی اور ان تینوں حضرات کا وفد کسی مقام میں اکٹھے ہی قیام کرتا تھا۔

ان تینوں حضرات کے اس سلسلہ کے خطوط اس کتاب میں جمع کر دیے گئے ہیں، ان خطوط سے اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں میوات کے رہنے والوں کی اپنی حالت کیا تھی؟

میوات کی سرزمین ان اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے احسانات کو عموماً اور حضرت مولانا عبدالمجید بچھرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت والدگرامی مولانا عبدالکریم گمتھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کو خصوصاً نہیں بھول سکتی جوان حضرات نے ایسے نازک دور میں جبکہ میوات میں فتنہ ارتداد پھیلا ہوا تھا اور بقول حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نوراللہ مرقدہ:

''ایک بڑی قوم کا اسلام معرض خطر میں تھا''۔

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے بتلائے ہوئے اصول وہدایات کے مطابق تبلیغ دین کی خدمت انجام دی اور مدت دراز تک پورے علاقہ میوات میں دردر، گھر گھر پھر کر دین کو پھیلایا اور فتنہ ارتداد کو روکا، جزاھم اللہ خیر الجزاء۔

مولانا مفتی رشید احمد صاحب زادمجدہم نے ''حضرت حکیم الامت تھانوی کی تبلیغی خدمات اور مجلس صیانۃ المسلمین کا تاریخی پس منظر'' کا تعارف بہت تفصیل اور نہایت عمدہ ترتیب کے ساتھ کرادیا ہے۔اس سے مجلس صیانۃ المسلمین کی ضرورت واضح ہوجاتی ہے اور اس کا بھی علم ہوجاتا ہے کہ اس مجلس کا قیام کن حالات کے بعد اور کس ضرورت کے تحت عمل میں آیا تھا۔اللہ تعالیٰ موصوف کی اس محنت اور خدمت کو شرف قبولیت سے نوازیں اور سب مسلمانوں کو اس مجلس صیانۃ المسلمین کی طرف توجہ کرنے کی توفیق بخشیں، آمین۔

مفتی صاحب موصوف نے اس 'تاریخی پس منظر'' میں مطبوعہ ریکارڈ کو پیش نظر رکھا

ہے اور ہر بات کا حوالہ دیدیا ہے، بغیر حوالہ کوئی بات نہیں لکھی گئی اس لیے یہ مجموعہ نہایت درجہ قابل اعتماد اور لائق استناد ہے۔

حضرت تھانوی قدس سرہ کی ایک اور تبلیغی خدمت

۱۳۵۸ھ یا ۱۳۵۹ھ کا زمانہ ہوگا کہ پنجاب میں علامہ مشرقی کا خاکساری تحریک کے نام پر فتنہ اٹھا تو علماء کرام نے اس کے ''مولوی کا غلط مذہب'' اور ''تذکرہ'' وغیرہ پر تبصرے لکھے۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ نے بھی رسالہ لکھا، مظاہر علوم سے بھی اس پر لکھا گیا تھا، مولوی نور احمد مرحوم فرید پوری ریاست پٹیالہ نے بھی ''رحمت باری'' پر ''تائب از فتنہ خاکساری'' کے نام سے ایک رسالہ اسی موضوع سے متعلق لکھا تھا۔

خانقاہ تھانہ بھون سے تحریرات اور فتاویٰ کے علاوہ مستقل دو مبلغ بھی پنجاب میں دورہ کے لیے مقرر کئے گئے تھے۔ حضرت مولانا عبدالجبار صاحب اور والد محترم حضرت مولانا عبدالکریم گمتھلوی رحمہما اللہ تعالیٰ، ان دونوں حضرات نے پنجاب میں دورے کر کے مسلمانوں کو اس فتنہ سے آگاہ کیا اور بڑی حد تک ان حضرات کو اس میں کامیابی حاصل ہوئی، والحمدلله علی ذٰلك۔

اللہ تعالیٰ تمام حضرات کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں اور ہم سب کو ان حضرات کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

اب آخر میں حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے بعض ارشادات عالیہ تبلیغ کے متعلق درج کئے جاتے ہیں، جو نہایت مفید اور نافع ہیں جن کو پیش نظر رکھنے سے یہ اہم کام اپنے اصول وضوابط پر پورا اترتا چلا جاتا ہے اور اس کا انجام دینا بھی کسی قدر آسان ہوجاتا ہے، والله الموفق والمعین۔

تبلیغ کے بارہ میں حضرت حکیم الامت تھانوی کے چند ارشادات

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے تبلیغ کے بارہ میں اپنے مختلف ''مواعظ''

اور ''رسائل'' میں جو ارشادات فرمائے ہیں اور ہدایات دی ہیں ان کا بہت ہی مختصر خلاصہ اگر ذہن نشین کر لیا جائے تو تبلیغ کے فریضہ کے ادا کرنے والوں کے لیے ان شاء اللہ مفید ہوگا۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے دعوت کے مختلف درجات بیان فرمائے ہیں تا کہ جو شخص جس درجہ کا اہل ہو اسی درجہ کی ذمہ داری سے وہ سبکدوش ہونے کا اہتمام کرے، ہر شخص پر سب درجوں کا اہتمام ضروری نہیں۔

دعوت کے اقسام

ایک دعوت عامہ ہے اور ایک دعوت خاصہ، پھر خاصہ کی دو قسمیں ہیں حقیقی و حکمی، تو اس طرح کل تین قسمیں ہوئیں۔

دعوت عامہ میں خطاب ہوتا ہے یہ کام صرف مقتداء اور علماء کا ہے جیسا کہ: ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ کام ایک خاص جماعت کا ہے ساری امت کا نہیں، دعوت عام اور وعظ کا اثر اسی وقت ہوتا ہے جبکہ مخاطب کے دل میں دعوت دینے والے کی وقعت ہو۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ: قل هٰذه سبیلی ادعوا الی الله علٰی بصیرة انا ومن اتبعنی یہاں من اتبعنی میں اطلاق ہے جتنے میرے متبع ہیں سب اللہ کی طرف بلاتے ہیں اس عموم وخصوص سے معلوم ہوا کہ دعوت کے مختلف درجات ہیں، ایک درجہ کا پہلی آیت میں ذکر ہے اور ایک کا دوسری میں۔

دعوت خاصہ حقیقی و حکمی

حکمی سے مراد وہ ہے جو حقیقی میں معین ہو۔

دعوت خاصہ ہر شخص کے ذمہ ہے، اور وہ وہ ہے جس میں اپنے اہل وعیال کو، دوست احباب کو، خود اپنے نفس اور جن جن پر طاقت ہو خطاب خاص کے ساتھ دعوت ہو۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته تم میں سے ہر ایک

راعی (نگران) ہے اور ہر ایک سے باز پرس ہوگی۔قرآن کریم میں بھی فرمایا گیا ہے:
یٰایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا ۔اے ایمان والو! اپنے کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ،اس لیے یہ دعوت خاصہ تو ہر شخص پر فرض ہے،اور ہر شخص کو بقدر استطاعت اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

دعوت حکمی

رہی تیسری قسم دعوت حکمی،وہ یہ ہے کہ عام دعوت وتبلیغ کرنے والوں کی اعانت کی جائے،تاکہ وہ اپنی ضرورت وحاجت سے مستغنی اور بے فکر ہوکر اس خدمت کو انجام دے سکیں۔

تبلیغ کی مختلف قسمیں اور مدرسین اور طلبہ کے لیے ہدایت

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ تبلیغ کی مختلف قسمیں بیان کرتے ہوئے مدرسین اور طلباء کو ہدایت فرماتے ہیں:

''پس مدرسین وطلباء تبلیغ کا ثواب سن کر پڑھنا پڑھانا نہ چھوڑ دیں بلکہ وہ اس میں نیت تبلیغ کرلیں۔اور اگر تبلیغ کی قسمیں کردی جائیں کہ ایک تبلیغ اصول وعقائد کی ہے کفار کو،دوسری قسم تبلیغ فروع ہے مسلمانوں کو،تیسری قسم ایک جماعت کو تبلیغ کے قابل بنانا،پھر تو درس وتدریس کا تبلیغ میں داخل ہونا بالکل ظاہر ہے''۔(آداب التبلیغ)

دینی مدارس کے مدرسین اور طلباء کے لیے حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کی یہ ہدایت ہر وقت پیش نظر رکھنے کے قابل ہے کہ درس وتدریس کا کام بھی حکمی تبلیغ میں داخل اور تبلیغ کے قابل مبلغین کو تیار کرنا ہے،اس حقیقت سے بے خبر ہونے کی وجہ سے ہی بعض لوگ درس وتدریس کے کام کو تبلیغ کے خلاف اور غیر ضروری کہنے اور سمجھنے لگ جاتے ہیں۔

ایک ضروری مجددانہ اصلاح

حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے اس غلو اور غلطی کی بھی مجددانہ اصلاح فرمائی

ہے جو یکطرفہ ذہن سے کام لیتے ہوئے صرف دین کے ایک ہی شعبہ میں کام کرنے پر زور دیتے ہیں۔اور دین کے دوسرے تمام شعبوں میں صرف ایک ہی شعبہ کو اہمیت دینے کی عام لوگوں میں عادت پیدا ہو جاتی ہے جس میں وہ مشغول ہوتے ہیں، حالانکہ حسب استطاعت اور حسب موقع تمام ہی شعبے لائق اعتناء اور قابل توجہ ہیں اور تقسیم کار کے اصول کے لحاظ سے دین کے تمام شعبوں میں کام کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہر شخص بیک وقت تمام خدمات انجام نہیں دے سکتا اور نہ ہی یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام شعبوں میں خدمات انجام دیا کرے، ضروری بات صرف اتنی ہے کہ دین کے تمام شعبوں میں حسب استطاعت کام ہوتا رہے، چنانچہ کسی خاص شعبہ میں کسی ایک جماعت کے بقدر ضرورت خدمات انجام دینے سے یہ فرض کفایہ ادا ہو جاتا ہے اور ہر شخص یا ہر جماعت کو ایک ہی کام کی طرف کھینچنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

تقسیم کار کے اصول

چنانچہ خود قرآن مجید سے تقسیم کار اور تقسیم خدمات کا ثبوت ملتا ہے، ارشاد باری ہے:

وما كان المومنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون۔

اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ نے سب کو یک لخت جہاد میں جانے پر عتاب فرمایا ہے اور یہ ہدایت کی ہے کہ ایک جماعت جہاد میں جاتی تو دوسری علم حاصل کرتی، اگرچہ آیت مذکورہ میں اس سے بحث نہیں کی گئی کہ ان میں راجح اور مرجوح کیا ہے مگر اتنی بات واضح ہے کہ ہر جماعت کو کسی ایک ہی کام پر نہیں لگ جانا چاہئے بلکہ تقسیم کار کے اصول پر عمل کرتے ہوئے مختلف شعبوں میں مختلف خدمات دینی چاہئیں۔

اگر ہم اس حکیمانہ اور مجددانہ ہدایت پر عمل پیرا ہوں اور دین کے تمام شعبوں میں مل جل کر خدمات انجام دیں اور دین کے ہر شعبہ میں خدمت انجام دینے کو دین کی ہی

خدمت تصور کریں تو پھر ان تمام شعبوں میں کام کرنے والوں میں کیسی ہم آہنگی اور موافقت ومرافقت پیدا ہوسکتی ہے، حق تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے، آمین۔

افادۂ خاصہ، مدارس دینیہ کی ضرورت

آیت کریمہ سے یہ بات بھی واضح ہورہی ہے کہ جہادی مہم میں شرکت بلاشبہ مسلمانوں کے ذمہ فرض ہے، اور اپنے شرائط کے ساتھ اس کا انجام دینا مسلمانوں پر بقدر استطاعت فرض علی الکفایہ ہے، لیکن ایسے حالات میں بھی اس فرض کفایہ کی ادائیگی کے ساتھ دوسری جانب تفقہ فی الدین، دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنے کا کام بھی مسلسل جاری رہنا چاہئے اور اس کے تسلسل میں فرق نہیں آنا چاہئے۔

اہل علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ علوم دینیہ کے تمام شعبوں میں کمال اور مہارت کا حاصل کرنا پوری امت پر فرض کفایہ ہے اور تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ مدارس دینیہ کا موجودہ طرزِ خاص ہی اس کی تحصیل میں از بس مفید بلکہ اس طرز پر ہی اس کا حصول موقوف ہے، لہٰذا فرض کفایہ کے موقوف علیہ ہونے کی وجہ سے اس نظمِ خاص کا باقی رکھنا اور اس کا تحفظ کرنا بھی فرض کفایہ میں داخل ہے۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہ فرماتے ہیں:

''اگر یہ پڑھنا پڑھانا نہ ہوتا تو تصنیف وتبلیغ وغیرہ ہی سب بے کار ہے، کیونکہ ناقص کی تبلیغ وغیرہ قابل اعتبار نہیں بلکہ اس طرح تو چندروز میں علم بالکل ہی معدوم ہو جائے گا''۔ (آداب التبلیغ)

مکرر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے اور اپنے دین کے تمام شعبوں میں خدمات انجام دینے کی توفیق نصیب فرمائیں، آمین۔

۹ رجمادی الاخریٰ ۱۴۱۳ھ

حضرت مولانا سید نجم الحسن تھانوی قدس سرہ

مجلس صیانۃ المسلمین کا لائحہ عمل

نحمده ونصلي على رسوله الكريم:

ہم جس دور سے گزر رہے ہیں، یہ غالباً وہی دور ہے کہ جس کی خبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت کی نشانیاں بیان فرماتے ہوئے دی تھی کہ ایمان کا سنبھالنا ایسا مشکل ہو جائے گا کہ جیسے دہکتا ہوا انگارا ہاتھ میں لینا۔ اور مصیبتیں اور آفتیں جلدی جلدی اس طرح آنے لگیں گی جیسے بہت سے دانے کسی دھاگے میں پرو رکھے ہوں اور وہ دھاگہ ٹوٹ جائے اور سب دانے اوپر تلے گرنے لگیں۔ اولاد ماں باپ کی نافرمان بن جائے گی، غرض ہر طرف فتنہ وفساد کا بازار گرم ہوگا اور بے دینی اور گناہ کے کاموں کو فروغ ملے گا۔

آج یہی کچھ ہو رہا ہے مگر اس کے باوجود چونکہ ان امور کی پیشین گوئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اس لیے یہ فتنے تو برپا ہو کے رہیں گے اور کسی کے روکنے سے نہ رکیں گے، یہ سوچ کر ان فتنوں کو روکنے کی کوشش نہ کرنا اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہنا اور تماشائی بن کر سب کچھ دیکھنے کے باوجود ان فتنوں کا مقابلہ نہ کرنا ہرگز ہرگز کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں، بلکہ ہر شخص پر اپنی قدرت کے مطابق ان کا مقابلہ کرنا فرض وواجب اور ضروری ہے۔

یہی وجہ ہے کہ فقہاء امت نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی زمانہ میں کسی شخص کو بذریعہ الہام یا کشف یہ یقین ہو جائے کہ آج کل کے فتنے وہی ہیں جن کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اور یہ بہر حال برپا ہو کے رہیں گے اس لیے ان کو روکنے کی جدوجہد کرنا بے کار ہے، پھر بھی اس شخص یا کسی اور کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان کے خلاف اور ان کو مٹانے کے لیے کام نہ کرے، بلکہ فرض وواجب ہے کہ ان کو مٹانے کی پوری کوشش

کرے، لہٰذا آج بھی دین کا درد رکھنے والوں اور ملت کا بھلا چاہنے والوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ خاموش تماشائی بن کر بیٹھے رہیں اور سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی کچھ نہ کریں، نہیں! بلکہ اللہ پر بھروسہ کر کے آگے بڑھیں اور حسن تدبیر، حسن تقریر، دل سوزی ومحبت والفت کے ساتھ امت کے ان لوگوں کی دستگیری، رہنمائی اور ہدایت کا ذریعہ بنیں جو اس سیلاب میں بہے جا رہے ہیں، اللہ کو راضی کرنے کے لیے اس کے بتائے ہوئے طریقوں پر امت کی رہنمائی کا فریضہ حسب استطاعت ادا کریں، اس دور فتنہ وفساد میں اس کام کا اجر وثواب بھی بے انتہاء ہے۔

فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ: من احیا سنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهيد۔ کہ جس نے میری سنت کو ایسے وقت میں زندہ کیا جبکہ امت میں فساد پھیلا ہوا ہو تو اس کے لیے سو شہیدوں کا اجر ہے۔

غرض یہ زمانہ اگر ایک طرف فتنہ وفساد کا ہے تو دوسری طرف آخرت کے سنوارنے اور اجر وثواب لوٹنے کا بھی ہے۔

بنیادی بات

بنیادی طور پر یہ بات یاد رکھیے کہ دعوت وتبلیغ کا کام کوئی معمولی کام نہیں بلکہ یہ دراصل دین کے لحاظ سے بہت بڑا کام ہے، جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا اور انہوں نے ہی اس کام کی بنیاد ڈالی، ہم طریق دعوت وتبلیغ کو جتنا جتنا ان کے طریقوں کے مطابق کرنے کی کوشش کریں گے اتنا ہی ان شاء اللہ کامیابی کے نزدیک رہیں گے۔

دوسری بات یہ کہ دوسرے کو دعوت دینے سے قبل خود عمل کرنے کی کوشش کریں، جو کوتاہی رہ جائے اس پر توبہ واستغفار اور توفیق طلب کرتے رہیں، نیت خالص رکھیں کہ یہ کام اللہ اور رسول کو راضی کرنے کے لیے کر رہا ہوں نفسانیت کا شائبہ بھی نہ آنے پائے۔

دین اسلام کی جامعیت

اسلام میں جیسے کہ نماز، روزہ، زکاۃ اور حج فرض ہے، جو اعمال ظاہری کہلاتے ہیں، اسی طرح کچھ اور چیزیں بھی دین کا جزو ہیں کہ ان کے بغیر دین مکمل نہیں ہوسکتا اور یہ کہنا درست ہے کہ دین صرف نماز روزہ وغیرہ ہی کا نام نہیں بلکہ دین کی تعلیمات انسان کی پوری زندگی پر حاوی ہیں ۔چنانچہ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ:

''یوں تو اسلام کی تعلیمات بے شمار ہیں جو کتب فقہ وغیرہ میں ہزارہا صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں، مگر بنیادی طور پر دین اسلام کے پانچ اجزء ہیں: (۱) عقائد (۲) عبادات (۳) اخلاق (۴) معاملات (۵) معاشرت۔ان پانچ اجزاء کو جس ترتیب سے ذکر کیا گیا ہے اس ترتیب کے لحاظ سے ان میں تعلق بھی ہے کہ ایک سے دوسرا عمل میں آئے گا، اس طرح کہ پہلے کو چھوڑ دیں تو دوسرے کا وجود نہیں ہوگا۔

عقائد

چنانچہ سب سے پہلے عقائد: یہ جمع ہے عقیدہ کی، جس کے معنیٰ ہیں گرہ۔ مطلب یہ ہے کہ اسلام میں جن باتوں کا اعتقاد اور یقین رکھنا اور ماننا ضروری ہے کہ اس کے بغیر ایمان کا وجود نہیں ہوگا ان کو عقیدہ کہا جاتا ہے، یعنی یہ باتیں دل میں گرہ کی طرح مضبوط جمی ہوئی ہوں کہ کوئی شخص ان کو کھول ہی نہ سکے، جیسے توحید، رسالت، قرآن، آخرت، حساب کتاب، دوزخ، جنت، فرشتے وغیرہ۔

مقصد عقائد کے درست کرنے کا یہ ہے کہ انسان کی فکر اور سوچ درست ہوجائے، اور وہ صحیح لائنوں پر سوچنے کا عادی ہوجائے، واہی تباہی اور غلط سلط باتیں سن کر فوراً اس کو پتہ چل جائے کہ یہ بات غلط ہے، گویا عقیدہ کے درست ہونے سے انسان کی فکر وفہم کی بنیاد درست ہوجاتی ہے اور زندگی میں کسی غلط آدمی کے ہتھے نہیں چڑھ سکتا، بلکہ اپنے ایمان

کو محفوظ رکھنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی جو بنیاد ہے تمام نیکیوں کی، تمام عبادات کی، چنانچہ عقائد درست ہونے کے بعد ہی عبادات ظہور میں آئیں گی۔

عبادات

کیونکہ عبادات وہ اعمال کہلاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انسان پر فرض کیئے اور ان کا کرنا اور بجالانا ہر ایک کے لیے ضروری ہے، جیسے نماز، روزہ وغیرہ وغیرہ۔

عبادات دراصل عبادت کی جمع ہے اور عبادت کا لفظ عبد سے بنا ہے، جس کے معنیٰ ہیں غلام ۔تو عبادت کے معنیٰ ہیں غلامی کرنا، جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ اسلام کی اصطلاح میں غلام اس شخص کو کہا جاتا ہے جو شرعی طور پر غلام ہو اور اس کو خریدا اور بیچا بھی جاسکتا ہو، اور جب غلام کسی کی ملک میں آجاتا ہے اس کو مالک کا ہر حکم ماننا ضروری ہوتا ہے، ملازم اور نوکر بھی خدمت کے لیے رکھا جاتا ہے، مگر نوکر اور غلام میں فرق یہ ہے کہ نوکر کی خدمات متعین ہوتی ہیں مثلاً کسی نے اگر کھانا پکانے کے لیے نوکر رکھا تو اس سے صرف کھانے پکانے کی خدمت لی جاسکتی ہے، اسی طرح مالی سے پودوں کی دیکھ بھال کی، اور ڈرائیور سے گاڑی چلانے وغیرہ کی۔

اگر باورچی سے مالی کا کام کرنے کو کہیں تو اس کو شرعاً، عرفاً اور قانوناً یہ کہنے کا حق ہے کہ جناب میں باورچی ہوں مجھ سے کھانا پکوایئے میں مالی کا کام نہیں کروں گا، علیٰ ھذا القیاس ایک ملازم سے دوسرے ملازم کا کام نہیں لیا جاسکتا، لیکن غلام کی خدمات متعین نہیں ہوتیں، مالک جو کام کہے وہ کرنا پڑے گا، اگر ایک وقت جھاڑو دینے کو کہے تو جھاڑو دینے پڑے گا اور دوسرے وقت حکم دے کہ میرا لباس پہن کر میری سواری پر سوار ہو کر فلاں جگہ جا کر میری نیابت کرو تو وہ بھی بے چوں و چراں کرنا ہوگا، کسی کام میں بحث وتمحیص اور چوں و چراں کی اجازت نہیں۔

حاصل اس بات کا یہ ہے کہ انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندگی اور غلامی کا

ہے، نوکری اور ملازمت کا نہیں اس لیے جو حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے اس کو کسی حیل وحجت اور چوں وچراں کے بغیر بجالانا بندگی ہے۔عبادت کے بجالانے کی برکت سے اخلاق کی درستگی ہوگی، (جیسا کہ آگے آتا ہے)۔

اخلاق

اخلاق جمع ہے خلق کی، جس کے معنیٰ عادت ہیں۔انسان میں بعض عادتیں اچھی ہوتی ہیں بعض بری، جو عادتیں اچھی ہیں ان کو اخلاق حسنہ یعنی اچھی عادتیں اور جو بری ہیں ان کو اخلاق سیئہ یعنی بری عادتیں کہا جاتا ہے۔اس سلسلہ میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ اچھے اخلاق اختیار کرو اور برے اخلاق سے پرہیز کرو، اس بات پر تو تمام دنیا کے عقلاء کا اتفاق ہے کہ انسان میں کچھ عادتیں اور خصلتیں اچھی ہوتی ہیں اور کچھ بری مگر اس میں اختلاف ہے کہ اچھی کون سی ہیں اور بری کون سی۔یعنی ایک شخص یا ایک گروہ ایک عادت کو اچھا کہتا ہے اور دوسرا اسے برا کہتا ہے، اور یہ اختلاف دراصل اس لیے کہ ہے لوگوں کی عقل وفہم طبیعتوں کے تقاضوں اور طرز فکر میں اختلاف ہے، نیز یہ بھی حقیقت ہے کہ اس ضمن میں لوگوں کی رائے بدلتی بھی رہتی ہے، ایک ہی عادت جو کسی کے نزدیک اچھی تھی کچھ زمانہ کے بعد بری ہوجاتی ہے اور اس کے برعکس بھی۔اس لیے اگر اچھی بری عادتوں کا فیصلہ انسانوں کی عقل پر چھوڑ دیا جاتا تو کوئی صحیح فیصلہ نہ ہوسکتا، کوئی کچھ کہتا اور کوئی کچھ، لہٰذا شریعت مقدسہ نے یہ فیصلہ انسانوں کی صوابدید پر نہیں چھوڑا بلکہ خود ان کی نشاندہی کردی تاکہ قیامت تک کے لیے صحیح فیصلہ ہوجائے اور اس بارے میں امت میں کوئی اختلاف رونما نہ ہو، اس طرح امت کی مرکزیت بھی قائم رہے۔

اخلاق کی درستگی میں عبادات کو خاص دخل ہے، اور عبادات میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ ان کی برکت سے انسان کے اخلاق درست ہوجاتے ہیں، چنانچہ نماز کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے: ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر ۔بے شک

نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز کو اگر نماز کی طرح پڑھا جائے تو تمام برے کاموں اور بے حیائی سے روکتی ہے، اور بے حیائی اور برے کام ہی دراصل برے اخلاق ہیں، مثلاً تکبر، بغض، کینہ، حسد، غصہ، حب مال، حب جاہ، شہوت، بدنظری، ظلم وغیرہ۔ اور جب یہ برائیاں انسان سے نکل جائیں گے تو ان کی جگہ اچھی عادتیں اور اچھی خصلتیں پیدا ہوں گی۔ مثلاً تواضع، حلم، بردباری، فکر آخرت، صبر، شکر، قناعت، اللہ کی محبت، اللہ کا ڈر، عفت و پاکدامنی، ایفائے عہد، عدل وانصاف وغیرہ۔

اسی طرح روزے کے بارہ میں ارشاد خداوندی ہے کہ: لعلکم تتقون۔ یعنی روزہ اس لیے فرض کیا گیا کہ تم میں تقویٰ (اللہ کا ڈر) پیدا ہو جائے۔

اور تقویٰ ہی وہ دولت ہے کہ جو جڑ ہے تمام حسنات کی، انسان میں تقویٰ ہو تو ہر گناہ سے بچنا آسان، ہر نیکی کرنا آسان، جب اخلاق سنور جائیں گے تو معاملات بھی درست ہو جائیں گے، کیونکہ بدمعاملگی برے اخلاق سے ہی پیدا ہوتی ہے، جیسے ظلم، خودغرضی وغیرہ۔

معاملات

معاملات جمع معاملہ کی، دو شخصوں یا دو گروہوں کے درمیان جو عہد و پیمان اور سودے ہوتے ہیں معاملات کہلاتے ہیں، جیسے لین دین، خرید وفروخت، نکاح وطلاق وغیرہ ان تمام معاملات میں شریعت اسلام کے احکام موجود ہیں اور ان کے مطابق کام کرنے کا حکم ہے، ان احکام کی روح یہ ہے کہ ہر شخص کے حقوق کی حفاظت کی جائے، اور کسی کو کسی سے کوئی نقصان اور گزند نہ پہنچے، نہ کوئی شخص کسی کو دھوکہ دے کر نقصان پہنچا سکے، نہ کسی کا جائز حق غصب کر سکے، غرض دو افراد یا دو گروہوں کے درمیان جو معاملہ ہو وہ حق وانصاف پر مبنی ہو کہ ایک کو دوسرے سے شکایت نہ ہو، آپس کے تعلقات خراب نہ ہوں، دلوں میں رنجش اور کدورت پیدا نہ ہو بلکہ آپس کے تعلقات کو فروغ ہو اور بھائی چارے اور

باہمی ہمدردی واخلاص کے رشتے قائم رہیں۔

غور کیجئے کہ جب عقائد کی درستگی سے عبادات، عبادات کی دستگی سے اخلاق، اور اخلاق کی درستگی سے معاملات درست ہوجائیں گے تو خود بخود معاشرہ درست ہوجائے گا۔

معاشرت

معاشرہ عربی کا لفظ ہے جس کو ہم معاشرت کہتے ہیں، جس کے معنیٰ ہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں انسان کو ایسے حالات میں بھیجا ہے کہ وہ یہاں تنہا زندگی نہیں گزار سکتا، بلکہ نظام عالم اس طرح قائم فرمایا کہ انسان الگ الگ ہونے اور اپنی شخصیت اور وجود میں اکیلے ہونے کے باوجود ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ انسان کی دنیا میں رہ کر بے شمار ضرورتیں اور حاجتیں ہیں، جن میں سے کچھ تو زندگی بسر کرنے کے لیے ناگزیر اور ضروری ہیں کہ بغیر ان کے زندگی گزر ہی نہیں سکتی، ان کو آپ زندگی کی ضروریات کہہ لیجئے، جیسے کھانا، پینا، سونا، کپڑا، مکان وغیرہ۔ پھر یہ ضروریات بھی ہر طبقہ یا ہر خطہ کے لیے مختلف ہیں، اور بعض چیزیں ایسی ہیں کہ ان کو ضروریات تو نہیں کہا جاسکتا مگر انسان اپنی راحت و آرام کے لیے ان کا طالب ہے، یہ چیزیں سامان آسائش کہی جاسکتی ہیں، لہٰذا اتنی ساری ضرورتوں کو انسان تنہا رہ کر اپنے لیے مہیا نہیں کرسکتا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لیے رجال کار پیدا فرمادیے اور اس کا جذبہ اور شوق ان کو عطا فرمادیا، کسی کو کپڑا بنانے پر لگادیا، کسی کو مکانات تعمیر کرنا سکھادیا، کسی کو کھیتی باڑی کے کاموں میں لگادیا، اور کسی کو کنوئیں کھودنے اور ٹیوب ویل لگانے اور کسی کو کھانا پکانے وغیرہ پر لگادیا، جبکہ مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا کہ۔

ہر کسے را بہر کارے ساختن   میل او اندر دلش انداختن

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر کسی کو ایک خاص کام کے لیے بنایا، اور پھر اس کام کے کرنے کی رغبت اس کے دل میں داخل فرما دی۔

تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان دنیا میں تنہا نہیں رہ سکتا، بلکہ سب لوگ مل جل کر زندگی گزارتے ہیں، اور ہر شخص کو زندگی میں مختلف لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ مثلاً والدین، بہن، بھائی، خاندان والے، رشتہ دار، دوست واحباب، محلّہ دار، پڑوس، تاجر ودکاندار، ہم سفر، اجنبی، اپنے، پرائے، غریب محتاج اور دیگر بے شمار۔ نہ صرف انسانوں بلکہ حیوانات اور جمادات ونباتات وغیرہ سے بھی سابقہ پڑتا ہے، ان سب میں رہ کر کسی کے ساتھ کیا برتاؤ ہو، اسی کو معاشرت کہتے ہیں۔

آپس میں مل جل کر رہنے سے اگر باہمی تعلقات خوشگوار ہوں تو معاشرت عمدہ اور اچھی کہلاتی ہے، اور اگر تعلقات ناخوشگوار ہوں تو معاشرت بری اور تکلیف دہ کہلاتی ہے۔

دعوت فکر

پھر غور اور فکر کیجئے اور بار بار غور فرمائیے کہ ایسا آدمی جو خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہے اور اس کے سب عقائد درست ہیں، نماز روزے وغیرہ کا پابند ہے، شریعت کا پابند ہے اور اخلاقی طور پر بھی درست ہے کہ جس میں نہ تکبر ہے، نہ کینہ ہے، نہ غرور ہے، نہ ریا ہے، نہ ہوس مال وزر ہے، بلکہ اس میں تواضع، خدا کا خوف، صبر وشکر، قناعت وغیرہ اوصاف حمیدہ موجود ہیں تو اس کے معاملات خود بخود ٹھیک ہوں گے، نہ وہ کسی سے وعدہ خلافی کرے گا، نہ کسی کا قرض یا پیسہ دبائے گا، نہ کسی کو دھوکہ دے گا، نہ امانت میں خیانت کا مرتکب ہوگا، غرض یہ کہ معاملات میں صاف اور پختہ خود بخود ہوگا، اور جب سب لوگ ان صفات کے حامل ہوں گے تو معاشرت خود بخود اصلاح پذیر ہو جائے گی، جس کی روح یہ ہے کہ کسی کو کسی سے تکلیف نہ پہنچے، ایسا شخص نہ اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں سے برا سلوک کر سکتا ہے، نہ اعزہ واقربا سے، نہ دوست واحباب سے، نہ پڑوس والوں سے، نہ کسی اجنبی

سے، نہ کسی جاننے والے سے۔

اور یہی شریعت مطہرہ کی روح ہے کہ انسان اس طرح زندگی گزارے کہ اس کے کسی قول و فعل سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے، ہر برے کام سے کسی نہ کسی کو ضرور تکلیف ہوگی، ماں باپ کو، پیر کو، بزرگوں کو، حتیٰ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ضرور ہی تکلیف ہوگی، جو سب سے زیادہ اہم ہے۔

یہ ہیں دین کے وہ پانچ مبادی اجزاء جن کی قرآن کریم اور سنت نبویہ نے تعلیم دی اور جن کو حضرت حکیم الامت نے خوب کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اور اصلاح و ارشاد اور تعلیم و تربیت میں ہمیشہ پیش نظر رکھا، ان کو کسی قدر تفصیل سے اس لیے بیان کیا گیا کہ اہل مجلس میں سے جو حضرات خالی الذہن ہیں ان کو اس بارہ میں بصیرت حاصل ہو، اور وہ دوسروں کو سمجھا سکیں۔

یہ بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ حضرت حکیم الامت قدس سرہ کی تعلیم و تربیت کا مرکز بھی یہی تھا کہ لوگوں کی طبیعت اس طرح ڈھل جائے کہ ان کو یہ فکر ہر وقت اور ہر آن دامن گیر رہے کہ میرے کسی فعل سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ خود حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کی پوری زندگی اس کا نمونہ تھی جو مصداق ہے اس شعر کا۔

تمام عمر اسی احتیاط میں گزری — کہ آشیاں کسی شاخ چمن پہ بار نہ ہو

اس موضوع پر حضرت کی ایک مختصر جامع تصنیف بھی ہے ''آداب المعاشرت''، جو مجلس کے ''اصلاحی نصاب'' میں شامل ہے اور قابل دید ہے۔

طریق کار

اپنی زندگی کو حتی الوسع ان پانچ بنیادی دین کے اجزاء سے متصف بنانا اور دوسروں کو حسن تدبیر، حکمت عملی، محبت اور شفقت سے ان کی طرف راغب کرنا اور کام میں لگانا جس کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ صحبت نیک اختیار کرنا، کسی اللہ والے متبع سنت اہل دل سے اپنا تعلق

جوڑنا اور اپنے کو اس کے سپرد کرکے کام میں لگ جانا، اس مقصد کے لیے ''بہشتی زیور'' کے ساتویں حصے کا مطالعہ بار بار کرنا اور پڑھ کر لوگوں کو سنانا یا پڑھنے کی ترغیب دینا، اسی طرح ''اصلاحی نصاب'' کا مطالعہ کرنا اور کرانا۔

اس کے علاوہ دیگر کتب کا مطالعہ اور درس جاری رکھنا جن کی نشاندہی مجلس کی طرف سے وقتاً فوقتاً کی جاتی رہتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ مجلس کی ہدایات کے مطابق جماعتی یا گروہی سیاست سے الگ رہ کر اپنے اندر ظاہری قوت پیدا کرنا اور فنون سپہ گری سیکھنا اور دوسروں کو سکھانا، مسلمانوں کی عزت اور سربلندی کی کوشش کرنا، گھریلو انتظام میں حسن تدبیر سے کام لینا، فریاد رسی کے لیے ہر وقت اپنے دروازے کھلے رکھنا، وقت نکال کر نوجوان طبقہ کو دین سے مانوس کرنا، اور کبھی کبھی ان کو جمع کرکے کسی بزرگ کی خدمت میں لے جانا، اور ان کے فیض وصحبت سے ان کو مستفید کرنا، ورنہ ان حضرات کی کتب کا مطالعہ کرانا، جو لوگ مجلس سے وابستہ ہوں ان سے محض ضابطہ کا تعلق نہ ہو بلکہ ان کی دل جوئی اور غم ساری اس طرح کرنا کہ مجلس کے درس اور مجلس کے پروگراموں سے ان کو دلچسپی اور لگاؤ پیدا ہو اور دین میں ترقی کرنے کا جذبہ قائم رہے۔

مجلس صیانۃ المسلمین کا مقصد

انفرادی اور اجتماعی طور پر مسلمانوں میں دینی جذبہ پیدا کرنا اور کامیابی کا اصل راستہ بتلانا ہے جو مسلمانوں کے لیے تعلق مع اللہ میں منحصر ہے اور اس کا طریق صرف یہ ہے کہ احکام خداوندی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر چھوٹے بڑے حکم کی خود بھی پابندی کرنا اور دوسروں کو بھی اس کا پابند بنانا اور ہر کام میں اس کا پورا لحاظ رکھنا کہ کوئی عمل خلاف شرع نہ ہونے پائے، یہی عبدیت کی روح اور حیات مسلم کی اصل الاصول ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين، والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين، صلى الله عليه وعلٰى آله وصحبه اجمعين، برحمتك ياارحم الراحمين۔

فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

مجلس صیانۃ المسلمین کی خدمات واہداف

الحمدلله و کفٰی وسلام علٰی عباده الذین اصطفٰی امابعد:

تمام مسلمانوں خصوصاً اہل علم حضرات کی خدمت عالیہ میں گزارش ہے کہ اس وقت پاکستان میں جو جماعتیں دینی اور ملی خدمات اور معاشرہ کی اصلاحات میں سرگرم عمل ہیں ان میں سے یہ شرف صرف ''مجلس صیانۃ المسلمین'' کوہی حاصل ہے کہ اس کی نسبت حضرت حکیم الامت مجدد حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز کی طرف ہے، اور حضرت والا کے بیان کردہ اصول وضوابط کے مطابق انتہائی بے سروسامانی اور حالات کی عدم مساعدت کے باوجود تعلیمات اسلام کے مطابق زندگی کے ہر شعبہ میں امت کی اصلاح کے کام کوانجام دینا اپنا فرض سمجھتی اور ہمہ وقت اس کے ذمہ دار حضرات اس فرض کی ادائیگی میں ساعی اور مشغول رہتے ہیں اور بحمداللہ وسائل کی انتہائی کمی کے باوجود ملک گیر پیمانہ پر دینی گراں بار خدمات انجام دے رہی ہے، اس کا تقاضہ ہے کہ ہم سب حسب استطاعت اس کے ساتھ تعاون کریں۔

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کی مختلف النوع تجدیدی اصلاحات اور محققانہ خدمات میں سے امت کی اصلاح کے لیے ''مجلس صیانۃ المسلمین'' کا نظام عمل بھی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ مسلمانوں کوتمام اصول وفروع اسلامی کی تعلیم وتبلیغ کی جائے۔ عقائد اسلام کے ساتھ اعمال واخلاق اور معاملات ومعاشرت کے اسلامی احکام وآداب بھی مسلمانوں تک پہنچائے جائیں۔یعنی اسلام کی مکمل اور ہر شعبہ کی تعلیم وتبلیغ دی جائے، بحمداللہ تعالیٰ یہ کام حسب استطاعت مجلس صیانۃ المسلین کی طرف سے عرصہ دراز سے انجام پا رہا ہے اور کئی صورتوں سے اسلام کے ہر شعبہ کی تبلیغ وتعلیم کا کام ہورہا ہے، دعا کی درخواست

ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے کام میں سہولت پیدا فرمائیں اور مشکلات اور رکاوٹوں کو دور فرما کر مزید ترقی کی راہیں کشادہ فرمائیں، وماذٰلك علی الله بعزیز۔

تبلیغ و اصلاح کی ایک صورت مجلس کی طرف سے جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور میں سہ روزہ اجتماع کی بھی کئی سال سے جاری ہے اس میں اکابر علماء اور خلفاء حضرت حکیم الامت تھانوی ہندوستان اور کراچی، پشاور وغیرہ سے تشریف لاکر اپنے فیوضات عالیہ سے حاضرین کو مستفید کرتے رہے ہیں۔ اب بھی اس کی کوشش جاری ہے کہ ان اکابر میں سے کوئی بزرگ تشریف لاکر جلسہ کی رونق کو دوبالا اور حاضرین کو زیارت سے مشرف فرمائیں، خدا کرے یہ کوشش کامیاب ہو جائے۔

بعض دوسرے علماء کرام پاکستان سے تشریف لا رہے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ہندوستان سے بھی کافی تعداد میں علماء کرام کے تشریف لانے کی امید ہے، اللہ تعالیٰ اجتماع کو بارونق ہونے کے ساتھ ظاہری و باطنی برکتوں سے بھی مزین فرمائیں، آمین۔ اور اس میں مالی اور جانی تعاون کرنے والوں کی جان و مال میں برکت فرمائیں، آمین۔

خوشخبری

یہ بھی بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس بے سروسامان مجلس کی غیبی امداد ہو رہی ہے۔ ۱۸ر کنال زمین ''سندر'' بستی کے قریب ملتان روڈ پر ایک صاحب نے مجلس کے نام وقف کر دی ہے، اللہ تعالیٰ اس کی تعمیر اور اس کی آبادی کا بھی جلد سامان مہیا فرما دیں اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ اس کار خیر کی تکمیل میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائیں، اور ہمیں جلد وہ دن دیکھنا نصیب فرمائیں کہ یہ عمارت اپنے اصلی نقشہ کی صورت میں مکمل دیکھ کر آنکھوں میں نور اور دل میں سرور حاصل ہو، والله الموفق والمعین وهوالمیسر لکل عسیر۔

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۳۰ر ج ۱۴۱۸/۱

فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

مجلس کے لائحہ عمل پر چند مشورے

مکرمی جناب مولانا وکیل احمد صاحب شیروانی سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا مرسلہ مسودہ ''مجلس صیانۃ المسلمین میں کام کرنے والوں کے لیے لائحہ عمل'' پہنچا۔ اول سے آخر تک بغور سننے کا شرف حاصل ہوا۔ ماشاء اللہ تعالیٰ ہمارے مولانا نجم الحسن صاحب تھانوی زید مجدہم صدر مجلس صیانۃ المسلمین نے بانی مجلس حضرت اقدس حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے حکیمانہ ارشادات وتعلیمات کی روشنی میں مجلس میں کام کرنے والوں کے لیے رہنما اصول اور طریقہ کار مرتب کر کے ہم سب پر بڑا احسان فرمایا، اللہ تعالیٰ اس کی آں موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائیں، آمین۔

یہ لائحہ عمل اور رہنما اصول حضرت حکیم الامت تھانوی کی اپنی تحریرات میں موجود ہیں، اور وقتاً فوقتاً متفرق طور پر شائع بھی ہوتے رہتے ہیں، جناب صدر موصوف نے ان سب کو مختصر اور سہل انداز میں بڑی جامعیت کے ساتھ اس تحریر میں پیش فرمادیا ہے، اور متفرق اصول کو یکجا کر دیا ہے تاکہ ہر شخص اس لائحہ عمل کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے، اور ایک نظر میں مجلس کی دعوت اور اس کے طریقہ کار کو معلوم کر سکے۔ اگر متعلقین مجلس ان اصولوں پر خود بھی پابندی کے ساتھ عمل فرمائیں اور دوسرے مسلمانوں کی خدمت میں بھی ان کو اچھے طریقہ سے پیش کر کے ان کو ان پر عمل کی ترغیب دیتے رہیں تو امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ بہت نافع ہوں گے اور اسلامی زندگی بنانے میں ممد ومددگار ثابت ہوں گے، احقر کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نفع کو عام اور تام فرمائیں اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

چند مشورے

اپنے ناقص فہم کے مطابق غور کرنے کے لیے بعض مشورے عرض ہیں، ان پر غور

فرمالیا جائے۔

(۱) جس جس جگہ اس تحریر میں حضرت اقدس کی تحریر کا اقتباس درج ہے اس کا حوالہ اصل کتاب سے دے دیا جائے تو زیادہ مفید ہوگا۔

(۲) کیونکہ پہلے یہ طے ہو چکا ہے کہ مجلس کی طرف سے ''اصلاحی نصاب'' کے پڑھنے کو رواج دیا جائے، وہ نہایت جامع تعلیمات پر مشتمل ہے، جس میں ان اصول پنجگانہ عقائد وعبادات، معاملات ومعاشرت اوراخلاق کا بیان بڑی وضاحت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مجلس کی تعلیمات کی جامع کتاب ہے، احقر کے ناقص خیال میں یہ لائحہ عمل نہیں تو اسی کے رواج دینے پر زور دیا جائے۔ تاکہ وحدت عمل باقی رہے اوراضافی طور پر دوسری کتابوں کی بھی ترغیب کا کچھ مضائقہ نہیں، اس تحریر میں سب کا ایک ہی درجہ معلوم ہوتا ہے فرق ظاہر نہیں ہوتا۔

(۳) ایک مرتبہ مسائل کے علم کے لیے ایک مختصر تحریر ''بہشتی ثمر'' سے مرتب کی گئی تھی، مقصد یہ تھا کہ وہ ''اصلاحی نصاب'' کے ساتھ پڑھی جایا کرے، اس پر بھی عمل کی ضرورت ہے۔

(۴) سیاسیات کے بارہ میں احقر کا خیال یہ ہے کہ تدبیر ملک داری اور ملک کا نظام جس کو سیاست کہا جاتا ہے اس کے دو حصے ہیں۔

ایک سیاست کا علمی حصہ اوراس کے احکام شرعیہ ہیں، سیاست کا یہ حصہ شریعت کا جز اوراس کا حصہ ہے، چنانچہ ''کتاب السیر'' حدیث وفقہ کا ایک مستقل جز اور باب ہے۔ سیاست کا یہی وہ حصہ ہے جس سے ہر عالم کو واقف ہونا چاہیئے، اوراس کی واقفیت حاصل کرنا عالم کے فرض منصبی میں شامل ہے۔

دوسرا حصہ سیاست کا ملک داری کے نظام اوراس کے قائم رکھنے کی تجرباتی تدابیر ہیں، جو ہر زمانہ میں حالات وواقعات اورآلات وغیرہ کے تغیر وتبدل سے بدلتی رہتی ہے۔ کوئی سیاسی تحریک شروع ہوتی تو اس کے بارہ میں ایک ماہر شریعت عالم ہونے کی حیثیت

سے اس کی شرعی حیثیت پر فقیہانہ نظر بصیرت ڈال کر اس کے نتائج وعواقب کو واضح کرنے اور ان کی علمی و دینی رہنمائی کرنے کا فریضہ ادا کرنے میں کبھی دریغ نہیں فرمایا۔

خلافت کمیٹی تحریک ہو یا کانگریس و مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کا معاملہ ہو ان سب کے حسن و قبح اور ان میں شرکت وعدم شرکت کے نتائج وعواقب کو ہمیشہ واضح فرمایا اور شرعی حیثیت سے مسلمانوں کے لیے صحیح لائحہ عمل تجویز فرما کر امت کی ہدایت ورہنمائی کا فرض ادا کرنے میں کبھی بھی کوتاہی سرزد نہیں ہونے دی۔

افادات اشرفیہ در مسائل سیاسیہ

تحریک خلافت سے لے کر بعد کی تمام سیاسی تحریکات کے بارہ میں حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کی تحریرات شائع ہوتی رہی ہیں، جن میں تحریکات حاضرہ کے متعلق شرعی حکم واضح فرما کر مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی گئی ہے، حضرت تھانوی قدس سرہ کے ایسے تمام مضامین اور فتاویٰ جس قدر بھی دستیاب ہوسکے ہیں ان سب کو حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''افادات اشرفیہ در مسائل سیاسیہ'' میں جمع فرما کر شائع کر دیا ہے، اس مجموعہ سے حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کا سیاسی مسلک معلوم ہونے کے علاوہ حضرت والا قدس سرہ کی سیاسی خدمات کا اندازہ بھی اچھی طرح لگایا جاسکتا ہے۔

۹رذوالحجہ ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۰رفروری ۱۹۳۸ء کو حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے مسلم لیگ کی حمایت وتائید میں ایک فتویٰ بنام ''تنظیم المسلمین'' صادر فرمایا، جو ''امداد الفتاویٰ'' جلد چہارم کا جزء ہو کر شائع ہو رہا ہے، اس کے ساتھ ہی مسلم لیگ کی دینی حالت کے درست کرنے کے لیے حضرت تھانوی قدس سرہ مختلف اوقات میں مختلف طریقہ پر مسلم لیگ کے زعماء اور قائدین کے پاس اپنی طرف سے پیغامات اور وفود بھی بھیجتے رہے، جن میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس پٹنہ کا وفد اور پیغام بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

پھر چونکہ تجربہ کا دارومدار حالات وواقعات کے پیش آنے اور ان سے واقفیت

حاصل ہونے پر ہے اس لیے تجرباتی تدابیر میں علماء کے حالات مختلف ہوسکتے ہیں اور یہ عین ممکن ہے بلکہ واقع ہے کہ کسی عالم کو ایسے حالات سے دلچسپی اور واسطہ نہ ہونے یا کم ہونے کی وجہ سے ان کا تجربہ کم ہو اور دوسرے کو ایسے حالات وواقعات سے زیادہ دلبستگی اور وابستگی کے سبب زیادہ تجربہ حاصل ہو، تجربہ کی یہ کمی بیشی حالات وواقعات کی واقفیت کی کمی بیشی پر مبنی ہوتی ہے۔اور ہر عالم کا حالات وواقعات سے واقفیت حاصل کرنا اور تجربہ کار ہونا اگرچہ ضروری نہیں ہے لیکن چونکہ دنیا کی کوئی تجویز وتدبیر اور کسی شخص کا کوئی عمل اوراس کی رائے ایسی نہیں ہوسکتی جو شریعت کی حدود سے باہر اور مذہب کی گرفت سے آزاد ہو اور جس کا حکم شرعی جائز یا ناجائز ہونا شریعت سے معلوم نہ کیا جاسکتا ہو،اس لیے عالم شریعت کے لیے ہر عمل اور ہر تجویز وتدبیر سے متعلق شرعی حکم کا علم رکھنا اوراس سے واقفیت حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔اوران تدابیر وتجاویز پر عمل کرنے والوں کے لیے بھی علماء شریعت کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔اوران پر لازم ہے کہ وہ عمل سے پہلے علماء شریعت سے معلوم کریں کہ یہ تدابیر اور تجاویز از روئے شریعت ومذہب قابل عمل اور جائز ہیں یا نہیں؟

سیاسی جماعت کا کام

اس کا ایک کام تو یہ ہے کہ وہ اپنی سیاسی بصیرت اور تجربات کے پیش نظر ایسی تدابیر پر غور وفکر کرتی رہے جو اس نظام کے لیے مفید ہوں،اور دوسرا کام اس کا یہ ہے کہ غور وفکر کے بعد جو تجاویز اس کو قابل عمل اور مفید معلوم ہوں ان کے متعلق علماء شریعت سے شرعی احکام معلوم کر کے اس کے مطابق عمل پیرا ہوں۔

علماء کا اصل کام

اور جماعت علماء کا عام حالات میں ملکی سیاسیات سے متعلق اصل کام تو یہی ہے کہ وہ ان تدابیر کے شرعی احکام اوران کے جواز اور عدم جواز کی تحقیق کر کے ان کے بارہ میں یہ

فیصلہ صادر کرے کہ فلاں تدبیر اور تجویز از روئے شریعت جائز اور قابل عمل ہے، اور فلاں تدبیر اور تجویز شرعاً نا جائز اور نا قابل عمل ہے۔

البتہ اگر کسی وقت کوئی جماعت اہل سیاست کی ایسی موجود نہ ہو کہ وہ علماء سے احکام شرعیہ دریافت کر کے عمل کیا کرے اور جو سیاسی جماعت موجود ہو وہ نظام ملکی کی تدابیر پر عمل پیرا ہونے میں حدود شریعت سے تجاوز کر جاتی ہو تو پھر ایسے وقت میں علماء کے ذمہ یہ فرض بھی عائد ہوتا ہے کہ وہ یا تو ایک ایسی جماعت بنائیں جو علم احکام میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر سیاست اور تدابیرِ امور مملکت کا تجربہ بھی رکھتی ہو، اور وہ جماعت علمی اور عملی طور پر سیاست کی جامع ہو، یا پھر موجودہ جماعتوں میں سے کسی جماعت کو اس پر آمادہ کریں کہ وہ علماء شریعت سے احکام معلوم کر کے ان کی ہدایت پر عمل کرنے کی پابندی کرے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی جامع جماعت کا انتظام کرنے کی شرط یہ ہے کہ اس پر قدرت واستطاعت حاصل ہو، کیونکہ انسان احکام شرعیہ اور ادائے فرض کا اپنی استطاعت وقدرت کے موافق ہی مکلّف ہوتا ہے۔

علماء اور سیاست

تاریخ اسلام کے اوراق سے یہ حقیقت روشن ہے کہ ابتدائے اسلام سے ہمیشہ علماء کی جماعت نے سیاست میں حصہ لیا ہے، اور کتاب وسنت کے عالم ہونے کی حیثیت سے حضرات علماء کرام نے اسلام کے دوسرے شعبوں کی طرح اس کے شعبہ سیاست میں بھی رہبری اور نگرانی کا فرض ہمیشہ انجام دیا ہے اور لادینی سیاست کے غلط رجحانات اور گندی سیاست کی آلائشوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کی کوششیں علماء کا اہم کارنامہ ہے۔ علماء کی طرف سے ہر دور میں اس کے لیے مختلف طریقے اختیار کئے گئے ہیں۔

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے متوسلین کا طرز عمل

۱۳۶۵ھ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلم لیگ اور کانگریس کے متعلق شرعی فیصلہ شائع فرمایا اس کا نام ''وقایۃ المسلمین عن ولایۃ المشرکین''

تجویز فرمایا، اس میں مطالبہ پاکستان کی شرعی حیثیت کو واضح کر کے مسلمانوں کو اس کے مطالبہ کی ضرورت بتلائی گئی ہے۔ اس پر شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، مولانا شبیر علی تھانوی اور حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصدیقات بھی ثبت ہیں۔

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ اور آپ کے متوسلین عام طور پر مسلم لیگ اور مطالبہ پاکستان کی حمایت کرتے رہے، خصوصیت سے حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی قدس سرہ نے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اپنی تقاریر اور عملی جدوجہد کے ذریعہ تحریک پاکستان کو مقبول عام بنانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس سلسلہ میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔ چنانچہ پاکستان الیکشن ۱۹۴۶ء کے لیے تقریباً چار ماہ تک پورے ہندوستان کا ایسا طوفانی دورہ کیا جس کی لپیٹ میں یوپی، بہار، بنگال، پنجاب وغیرہ سبھی مقامات آ گئے۔ چار ماہ کی مسلسل تگ ودو کا یہ نتیجہ نکلا کہ عامۃ المسلمین مسلم لیگ کے جھنڈا کے تلے جمع ہو کر مطالبہ پاکستان کے لیے میدان عمل میں سب نکل آئے اور ہوا کا رخ بدل گیا، جو لوگ ابھی تک مسلم لیگ کی حمایت کے لیے تیار نہیں تھے وہ بھی اس میں شامل ہو کر اس کے مدد و معاون بن گئے۔

پاکستان کے اعلان کے بعد بھی سلہٹ اور سرحد کے ریفرنڈم کے سلسلہ میں علامہ شبیر احمد عثمانی کے علاوہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ حضرات نے انتہائی نامساعد حالات میں سلہٹ اور سرحد میں دورے کئے اور بحمد اللہ ان کا نتیجہ پاکستان کے حق میں نکلا۔ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ اور حضرت کے متوسلین کے اس طرز عمل سیاسیات حاضرہ سے علیحدہ رہنے کے بجائے اس میں حدود شرعیہ کے اندر رہتے ہوئے حصہ لینے کا ثبوت ہوتا ہے، اس لیے سیاسیات حاضرہ سے علیحدہ رہنے کا مفہوم متعین ہونا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

۱۵ر صفر المظفر ۱۴۱۱ھ

فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

اصلاح وتبلیغ کا ایک الہامی نظام

انبیاء علیہم السلام خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء بعثت صرف اصلاح امت نہیں تھا بلکہ تکمیل امت تھا، اس لیے کہ اس امت کا منصب حق تعالیٰ نے عالم کے لیے مصلح اور اہل عالم پر حجت قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

کنتم خیرامۃ اخرجت للناس کہ تم سب سے اچھی امت ہو جن کو لوگوں کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا ہے۔

نیز فرمایا: لتکونوا شھداء علی الناس تا کہ تم اہل عالم پر بطور گواہ پیش کئے جاؤ اور تمہاری گواہی پر حجت تمام ہو جائے۔

اس لیے امت مصلحہ کی دعوت وتبلیغ کا منصب بھی تکمیل امت ہونا ضروری ہے اور تکمیل امت کے لیے تجلیہ وتحلیہ ہر دو عمل ضروری ہیں کہ تمام بداعمالیوں، غلاظتوں اور گندگیوں سے امت کو روک کر پاک وصاف کیا جائے اور تمام اعتقادات عبادات، معاملات، معاشرت اور طریقت کی خوبیوں اور احکام سے قوم کو مزین کیا جائے تا کہ: تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر کے مقتضاء پر عمل پیرا ہو سکے۔

مختلف طریقہائے اصلاح وتبلیغ کا تجزیہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نظام مجلس صیانۃ المسلمین درحقیقت تکمیل امت کا ایک جامع اور مؤثر نظام ہے، جسے حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ نے الہام ربانی کی روشنی میں ضبط فرمایا ہے اور الحمدللہ پاکستان کے گوشہ گوشہ میں تکمیل امت کے لیے اصلاح وتبلیغ کے اس نظام کو اپنایا جا رہا ہے۔

کتب دینیہ کا نصاب برائے عوام

کتابوں کا مطالعہ کرنے میں بکثرت یہ غلطی کی جاتی ہے کہ جو کتاب دین کے نام

سے دیکھی یا سنی اس کا مطالعہ شروع کر دیا جاتا ہے اور اس کی تحقیق کی نہیں کی جاتی کہ ان کا مصنف کون ہے، وہ اہل حق میں سے ہے یا نہیں۔ اس لیے ذیل میں ایک مختصر نصاب قابل مطالعہ کتب کا لکھا جاتا ہے تاکہ ان کے مطالعہ سے دین کے ہر شعبہ میں بقدر ضرورت دینی معلومات حاصل ہو سکیں:

بہشتی زیور گیارہ حصے، تعلیم الدین، فروع الایمان، جزء الایمان، تبلیغ دین، قصد السبیل، شوق وطن۔

اصلاحی نصاب

''مجلس صیانۃ المسلمین'' پاکستان نے ''بہشتی زیور'' کے علاوہ حضرت تھانوی قدس سرہ کی نو کتابوں پر مشتمل اصلاحی نصاب مرتب کیا ہے۔ جس میں فضائل اعمال کے ساتھ مسائل واحکام بھی ہیں اور امر کے ساتھ منکرات سے نواہی بھی شدت کے ساتھ پائی جاتی ہیں، جس میں دین کے تمام شعبوں (اعتقادات، عبادات، معاملات، معاشرات، اور طریقت) کی تفصیل وتشریح کے ساتھ ترغیب وتحریص کے مضامین بھی کافی ملتے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ ہندوپاک کے بڑے بڑے اکابر نے اس کو پسند فرما کر عوام وخواص کو اس کے پڑھنے کی طرف متوجہ کیا ہے، یہ نصاب شائع ہو چکا ہے اور مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے دفتر واقع جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور سے قیمتاً مل سکتا ہے۔ یہ نصاب مندرجہ ذیل کتب پر مشتمل ہے: حیوٰۃ المسلمین، حقوق الاسلام، حقوق الوالدین، آداب المعاشرت، جزاء الاعمال، فروع الایمان، تعلیم الدین، قصد السبیل، اغلاط العوام۔

انسداد فتنہ ارتداد

۱۳۴۱ھ میں شہر آگرہ کے اطراف سے جب فتنہ ارتداد کی خبر پہنچی تو حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے فتنہ ارتداد کے زمانہ میں بنفس نفیس ایسے مقامات کا دورہ فرمایا جہاں اس ارتداد کا اندیشہ قوی تھا، جس میں ریواڑی، نارنول، اور موضع اسماعیل پور متصل

''الور'' میں ''الاتمام لنعمۃ الاسلام'' وعظ ہوا جس کے تین حصے ہیں، اور دوسرے سفر کا قصبہ نوح اور فیروز پور جھرکہ وغیرہ کے لیے ارادہ فرمایا تھا مگر اسی اثناء میں سفر سے عذر پیش آ گیا جس کی وجہ سے سفر بالکل موقوف ہوگیا، اس کے علاوہ والد مرحوم حضرت مولانا سید عبدالکریم صاحب گمتھلی رحمہ اللہ تعالیٰ اور مولانا عبدالمجید صاحب بچھرایونی رحمہ اللہ تعالیٰ دونوں کو اس علاقہ ارتداد میں تبلیغی خدمات پر مامور فرمایا اور کامل دو سال تک اس سلسلہ تبلیغ کو نہایت اہتمام سے جاری رکھا، حضرت تھانوی قدس سرہ ہمیشہ زبانی ارشادات سے اور خطوط میں بھی نہایت مفید ہدایات بسلسلہ تبلیغ اپنے خدام مذکورین کو فرماتے رہتے تھے، نیز دعا کے ساتھ حوصلہ افزاء کلمات بھی ہوتے تھے چنانچہ ایک والا نامہ میں تحریر فرمایا:

والا نامہ حکیم الامت تھانوی قدس سرہ

السلام علیکم...... حالات سے بہت کچھ امیدیں ہوئیں اور مجھ کو اس سے پہلے بھی صرف آپ جیسے مخلصین کا جانا اور پھر مولوی محمد الیاس صاحب کا ساتھ ہو جانا یقین کامیابی دلاتا ہے علم غیب تو حق تعالیٰ کو ہے مگر میرا قلب شہادت دیتا ہے کہ ان شاءاللہ سب وفود سے زیادہ نفع آپ صاحبوں سے ہوگا۔ بخدمت مولوی صاحب سلام مسنون۔ (اشرف السوانح ج ۳ ص ۴۴۸)

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ:

'' ان ارشادات کا مقصد صرف یہ خیال میں آیا کرتا تھا کہ حوصلہ افزائی فرمائی جا رہی ہے، لیکن جب ڈیڑھ سال کے بعد ایک جماعت نے تمام علاقہ تبلیغی یعنی ۲۹ ضلعوں کا مفصل حال لکھ کر شائع کیا اور اس روئیداد میں اس کی تصریح بھی درج تھی کہ تحصیل پلول (جہاں احقر اور مولوی عبدالمجید صاحب (حسب حکم وہدایت حضرت والا) کار تبلیغ انجام دیتے تھے) اول نمبر کامیاب رہی، تب معلوم ہوا کہ یہ بشارات اور پیشین گوئی تھی جو خدا کے فضل سے بالکل صحیح ہوئی''۔ (اشرف السوانح)

بعض تبلیغی رسائل

حضرت والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل رسالے بھی شائع فرمائے تھے:
(۱) الانسداد لفتنۃ الارتداد (۲) حسن اسلام کی ایک جھلک (۳) نماز کی عقلی خوبیاں۔

ان میں سے نمبر دو کو ہندی میں چھپوا کر تقسیم کیا گیا تھا اور غالباً نمبر تین بھی ہندی میں چھپا تھا اور زیادہ تر ان مذہب لوگوں کو مسلمانوں سے گائے کا گوشت کھانے کے سبب وحشت تھی اس واسطے ایک رسالہ میں ہندوؤں کی کتاب ''وید'' سے گائے کی قربانی کو ثابت کہا تھا، وہ بھی شائع کیا گیا۔ اور چند مکاتیب بھی قائم کئے گئے تھے جن کی امداد میں حضرت اقدس نے بھی کافی حصہ لیا، اور دوسرے ذرائع سے بھی معارف کا انتظام ہوا اور چند مواعظ بھی تبلیغ کے متعلق مضامین بیان فرمائے جن میں کے چند مواعظ خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

(۱) الدعوۃ الی اللہ (۲) محاسن الاسلام (۳) آداب التبلیغ۔

غرضیکہ حضرت اقدس نے ہر پہلو سے اصلاح اور تبلیغ کا اہتمام فرمایا۔

ذیل میں اس تبلیغی وفد کا خط درج کیا جاتا ہے جو ''الانسداد لفتنۃ الارتداد'' کے ص ۳۶ پر اطلاع حال کے لیے حضرت حکیم الامت نے شائع فرمایا ہے، حضرت تھانوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں اس مضمون کے لکھنے کے بعد دو مخلص متدین عالم دوستوں کو کافی خرچ دے کر اس خدمت کے لیے روانہ کیا، ان کے خط سے کچھ حالات معلوم ہوئے ہیں جو ذیل میں درج ہیں۔

نقل خط وفد مدرسہ وخانقاہ امدادیہ (تھانہ بھون)

بملاحظہ.......... دامت برکاتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کمترینان بروز دوشنبہ ۲۱ رشعبان ۴۱ھ کو مولوی محمد الیاس صاحب کاندھلوی کے ہمراہ گوڑ گانواں کے راستہ سے فیروز پور پہنچے اور چند مواضع میں بھی جانا ہوا، دیہات میں صوم وصلوٰۃ سے ناواقف ہیں ان کو نماز کی طرف توجہ دلائی اور سلسلہ تعلیم کا قائم کرنے کو کہا

گیا اور بعض جگہ مسجد میں امام رکھنے کا اور اس سے بچوں کو نماز وغیرہ سکھلانے کا وعدہ لیا ہے، بقدرضرورت وہاں کے لوگ امام کی خدمت کر سکتے ہیں ،دعا فرماویں کہ امام مقرر ہو جاویں مولوی محمد الیاس صاحب کوشش کر رہے ہیں۔

دیہات میں عموماً شکل وصورت ہنود کی سی ہے ،کان ہاتھ وغیرہ میں زیور، دھوتی باندھنا، دیوالی وغیرہ تہواروں میں ہنود کی شرکت کرنا یا مشابہت کرنا،ان باتوں سے ان کو روکا گیا۔نام بھی ہندوانہ ہیں جیسے ہری سنگھ وغیرہ،بعض کے نام بدل دیئے ہیں ،امید ہے کہ مکتب قائم ہونے سے اصلاح ہو جائے گی ،اور جن مواضع میں نماز وغیرہ کی پابندی ہے ان کو دیگر امور کی تاکید کی جاتی ہے،سود لینے دینے سے کوئی خالی نہیں،دس پندرہ آدمیوں نے سود سے توبہ کی ،دوایک آدمیوں نے شراب سے،بیس پچیس بچوں کا زیور نکالا گیا۔

دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماویں اور ہمارے لئے بھی نافع کرے،ان دیہات میں غالبًا بیس یوم تک رہنا ہوگا ،بعدازاں آگرہ جاویں گے ان شاء اللہ تعالیٰ، پھر حالات عرض کئے جائیں گے۔والسلام

احقر عبدالکریم گمتھلوی ومولوی عبدالمجید بچھرایونی از فیروز پور نمک ضلع گڑگانواں

مولوی محمد الیاس صاحب السلام علیکم کہتے ہیں ،وہ بھی ہمارے ساتھ ہیں ،بعض ان لوگوں کو جو پیشتر سے دیگر فرائض کے پابند ہیں مسئلۂ توریث بنات (وراثت میں لڑکیوں کو حق دینا) بھی پہنچا دیا، دوایک نے پختہ ارادہ کیا ہے،فرائض نکال دیئے ہیں۔ فقط

۲۵رشعبان یوم جمعہ ۱۳۴۱ھ

مبلغین کی تنخواہوں کا تعین

حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے اس خدمت تبلیغ کے لیے مذکورہ دونوں بزرگوں کو ضروریات کے لیے کافی خرچ دے کر روانہ کیا تھا،مگر ان حضرات نے اپنے تدین اور اخلاص کے تقاضہ سے خرچ کرنے میں بہت تنگی اختیار فرمائی تو حضرت والا نے سہولت کے

لیے تنخواہوں کا تعین فرما دیا۔ چنانچہ حضرت تھانوی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

ابتداء ارسال وفد سے آخر شوال تک مبلغین کی کچھ تنخواہ معین نہ تھی بلکہ جتنا خرچ ہوتا تھا دیا جاتا تھا مگر غایت احتیاط کے سبب وہ حضرات اپنے بعضے ذاتی اخراجات میں بہت تنگی کرتے تھے اس لیے ابتداء ذی قعدہ ۱۳۴۱ھ سے عمل کی تنخواہ فی کس بیس روپے ماہوار مقرر کردی ہے، اور سفر میں طعام وسواری وغیرہ جو خرچ ہو وہ اس کے علاوہ ہے۔ (النور، ذی الحج ۱۴۱ھ ص ۴۸)

مذکورہ خط سے مقامات تبلیغ کی دینی حالت کے انحطاط کا اندازہ ہونے کے ساتھ اس خانقاہی وفد کے طرز تبلیغ اور سلیقہ تعلیم کا انکشاف بھی ہوتا ہے کہ ان کو اپنی تبلیغ میں مقامی ضروریات اور حالات کے تقاضوں کا لحاظ پیش نظر رہتا تھا اور معاشرہ میں ہر قسم کی مروجہ رسومات اور عملی کوتاہیوں کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی جاتی تھی اور قیام بھی ضروریات کے مطابق کیا جاتا تھا، مساجد میں اماموں کے تقرر کرنے اور ان کے ذریعہ مکاتب ومدارس کے اجراء کا بہت اہتمام کیا جاتا تھا، اور اس کو نماز وغیرہ کے سکھلانے اور اصلاح حال کے لیے بہت ضروری اور مفید سمجھا جاتا تھا، یہاں تک کہ جن مقامات پر اماموں کے رکھنے یا مکاتب کے اجراء کی طرف مقامی لوگ خاطر خواہ توجہ نہیں کرتے تھے، یا نہیں کر سکتے تھے تو حضرت اقدس تھانوی قدس سرہ اور مولانا محمد الیاس صاحب ایسے مقامات میں مالی امداد وتعاون کے ذریعہ بھی اس دینی ضرورت کو پورا فرمانے کی سعی فرماتے تھے۔

مکاتب ومدارس کا قیام

اس خانقاہی وفد نے ایسے جن مدارس کی کسی قسم کی خدمت واعانت کی ہے ان کی ایک فہرست مع تعداد طلباء حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت فیض درجت میں پیش کر کے ان کی ترقی اور اس سلسلہ مکاتب ومدارس کے قیام میں مزید ترقی کی دعا کی درخواست پیش کی ہے۔ یہ فہرست ایک نقشہ کی صورت میں ہے، جس میں نمبر شمار، مقام

مدرسہ، تعداد طلبہ، کیفیت کی تمام تر تفصیلات پر مشتمل ہے جو کہ ماہنامہ ''النور'' تھانہ بھون ماہ شوال وذیقعدہ ۱۳۴۲ھ میں شائع ہوا ہے، اس میں ۱۴۱ مقامات کے مدارس ومکاتب کی تفصیلات مع تعداد طلبہ ہر مقام درج ہے۔ میزان کل طلبہ ۸۰۲ لکھی ہے۔

معلم نماز کا تقرر

اس خانقاہی وفد کے خط میں مرقوم ہے کہ علاوہ ازیں ایک معلم نماز سکھانے کے لیے ایک ایک ماہ ایسے گاؤں میں قیام کرتے ہیں جہاں مکتب نہیں وہ تقریباً ایک سو پچاس آدمیوں کو نمازی بنا چکے ہیں، جہاں مکتب قائم ہو یا امام مسجد مقرر ہوں وہاں نماز سکھانے کا کام مکتب کے مدرس یا امام مسجد سے لیا جاسکتا ہے ورنہ دیہاتوں میں بے نمازیوں کو نمازی بنانے اور نماز سکھانے کا یہ طریقہ نہایت مفید ہے کہ ایک شخص کو نماز سکھانے کے لیے بستی بستی اور قریہ قریہ دورے کرکے مقامی طور پر نماز سکھانے کے لیے متعین کردیا جائے اور وہ ہر بستی میں مہینہ مہینہ بھر یا اس سے کم وبیش مدت تک حسب ضرورت قیام کرکے نماز وغیرہ ضروریات کی تعلیم کا کام انجام دے۔

اس خانقاہی وفد کے خط میں جس مسئلہ توریث بنات (یعنی بیٹیوں کو حصہ دینے) کا ذکر آیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ پنجاب میں وراثت کا قانون شریعت کے خلاف تھا، بہن بیٹی وغیرہ کو میراث میں حصہ نہیں دیا جاتا تھا، رواج عام کی وجہ سے اکثر دیندار لوگ بھی اس سے بے خبر اور غافل تھے، بے عملی کے ساتھ اس مسئلہ سے بے علمی بھی انتہا کو پہنچ گئی تھی، حضرت اقدس مولانا تھانوی قدس سرہ نے مسلمانان پنجاب کو اس کی طرف توجہ دلانے کے لیے خصوصی طور پر سعی کے لیے اہتمام فرمایا اور حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس کام پر مامور فرمایا، حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک رسالہ ''غصب المیراث'' لکھا اور تین ہزار کی تعداد میں اس کو شائع کرا کر تقسیم کیا۔ اور ایک فتویٰ چالیس پچاس جگہ کے مشاہیر علماء سے حاصل کرکے ظلم پنجاب کے متعلق خدائی وصیت کے عنوان سے دس ہزار کی تعداد میں شائع کرا کر پنجاب کے شہروں، قصبوں بلکہ بہت سے دیہات میں بھی تقسیم کیا گیا۔

طباعت اور ڈاک میں بھیجنے کے تقریباً تمام اخراجات کا اہتمام حضرت اقدس تھانوی قدس سرہ نے فرمایا، اور فتویٰ ورسالہ کے ختم ہونے پر دوبارہ کثیر تعداد میں چھپوایا گیا، ذیل میں اس سلسلہ کے اہم خطوط بنام حضرت حکیم الامت تھانوی درج کئے جاتے ہیں، جن سے اس کا اندازہ ہوگا کہ اس مسئلہ کی اشاعت کے لیے کیسی کیسی تگ ودو اور کس کس انداز کی سعی کی گئی ہے:

بشرف ملاحظہ سیدی ومرشدی حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش خدمت والا درجت آنکہ کمترین شروع ماہ حال میں امرتسر گیا جیسا کہ پیشتر عرض کر چکا ہوں، وہاں تبلیغ الاسلام ضلع امرتسر وعدہ کیا ہے کہ توریث نساء کی اشاعت کا خاص اہتمام کیا جاوے گا، بعد ازاں لاہور انجمن نعمانیہ کے جلسہ میں شریک ہوا اور انجمن ''داعیان ہند'' کے اراکین کو جو لاہور اور نواح لاہور میں تھے کہا کہ اپنی برادری پر زور دے کر یہ قانون وراثت منسوخ کرادیں اور اسی ماہ میں ان کے جلسہ کا انتظار تھا لیکن وہ آئندہ ماہ یعنی جمادی الاولیٰ کے آخر میں ہوگا۔ احقر عبدالکریم از راجپورہ

(ماہنامہ النور ۱۳۴۳ھ)

جناب سیدی مرشدی حضرت مولانا صاحب مدظلکم العالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش خدمت والا درجت آنکہ خاکسار ''انجمن حمایت اسلام'' لاہور کے سالانہ جلسہ میں (جو کہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ ربیع الاول کو ہونے والا ہے) جانے کا ارادہ کر رہا ہے کیونکہ وہ عالی شان جلسہ ہوتا ہے اور دور دراز کے باشندے خصوصاً امراء اور وہ لوگ شامل ہوتے ہیں جن کی کوشش سے قانون وراثت بدل سکتا ہے، احقر نے دس ہزار کی تعداد میں فتویٰ چھپوالیا ہے اور رسالہ غصب المیراث کل پرسوں تک تیار ہو جائے گا، آج کاپی لگ گئی ہے، تین ہزار چھپے گا۔

عبدالکریم از دہلی (ماہنامہ النور ۱۳۴۳ھ)

مخدوم مکرم، مطاع معظم سیدنا مرشدنا حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعدازتسلیمات وتحیات معروض خدمت والا درجت آنکہ کمترینان نابھہ سے ایک عریضہ یکم شعبان کو روانہ کر چکے ہیں، بعدازاں برنالہ بٹھنڈہ اور فیروزپور شہر و چھاؤنی وفاضلکا اور منچن آباد و بہاولنگر و شیر پور و بہاولپور اور مظفر گڑھ اور ملتان شہر و چھاؤنی میں جانا ہوا اور سب جگہ بحمد اللہ تعالیٰ خوب اشاعت مسئلۂ میراث کی ہوتی رہی، کچھ اشخاص ایسے بھی ملے جن کو پیشتر سے اس طرف خیال تھا ان کے خیال و ہمت میں اضافہ ہوگیا اور کچھ نئے لوگ بھی اس طرف متوجہ ہوگئے اور کل بوقت جمعہ ایک شخص کو مسلمان کیا جو کہ ہندو تھا، اب ان شاءاللہ تعالیٰ اوکاڑہ اور قصور ہوتے ہوئے براہ سہارنپور اور مولوی عبدالمجید صاحب حصار اور ریواڑی ہوتے ہوئے حاضر خدمت اقدس ہوں گے، دعاء کامیابی فرمائیں۔

فدویان احقر عبدالکریم گمتھلوی و مولوی عبدالمجید صاحب بچھرایونی (النورص ۶۸)

قانون وراثت کی طرف جمعیۃ علمائے ہند کی توجہ دلانا

جمعیت علماء ہند کو اس طرف توجہ دلانے کے لیے برابر تین جلسوں میں شرکت کے لیے حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھیجا۔ دو جلسوں میں تو مختلف وجوہ سے کامیابی نہ ہوسکی، مگر تیسری بار کی شرکت اور کوشش پر جلسہ ۱۳۴۳ھ میں بمقام مرادآباد ایک پرزور تجویز منظور ہوگئی۔ (اشرف السوانح)

غرضیکہ تھوڑے ہی عرصہ میں پنجاب اور سرحد اور کسی قدر سندھ کے علاقہ میں بھی اس مسئلہ کی خوب اشاعت ہوگئی اور حضرت تھانوی قدس سرہ کی توجہ اور دعا وسعی بلیغ کا بہت جلد اثر ہوا اور بہت لوگوں نے اس اس قانون کو بدلنے کی سعی شروع کردی اور قیام پاکستان تک یہ سلسلہ برابر قائم رہا، تاآنکہ ۱۹۴۹ء میں سب سے پہلے پنجاب اسمبلی نے اس قانون کو شرعی بنیادوں پر منظور کر کے پنجاب میں رائج کیا۔

فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

پیغام عام برائے اشاعت ماہنامہ ''الصیانۃ'' لاہور

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد: **مجلس صیانۃ المسلمین** جس کی بنا حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ نے رکھی، اور بعد میں حضرت قدس سرہ کے خلفاء عظام اور متوسلین کرام اس کی سرپرستی کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہ سعادت اسی مجلس کو حاصل ہے کہ اس کی بناء حضرت اقدس رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نسبت اکابر سے مزید نفع مند ہونے کی سب کو توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

مجلس کا صدر دفتر جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور میں قائم ہے۔ وہاں سے ایک ماہنامہ ''الصیانۃ''، مجلس کا ترجمان ہر ماہ شائع ہوتا ہے اور سالانہ جلسہ بھی مجلس کی طرف سے وہاں ہی ہوتا ہے، اس سے عوام اور خواص کو نفع حاصل ہوتا ہے اور اکابر علماء کرام اور مشائخ عظام کی زیارتیں اور ملفوظات اکابر سننے کا موقع حاصل ہوتا ہے۔ ''مجلس'' کی مختلف شہروں میں شاخیں بھی قائم ہورہی ہیں وہ بھی وقتاً فوقتاً جلسوں اور مواعظ حسنہ کے ذریعہ مسلمانوں کو نفع پہنچاتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان تمام مساعی کو بارآور فرمائیں اور ''مجلس'' کے نفع کو عام و تام فرمائیں، آمین۔

رسالہ ''الصیانۃ'' اور سالانہ جلسہ کے علاوہ ''اصلاحی نصاب'' جو حضرت اقدس تھانوی کے نو رسائل پر مشتمل مجموعہ ہے اس کو مساجد میں پڑھا جاتا ہے جو اصلاح معاشرہ کے لیے بے حد مفید ہے، تمام حضرات سے احقر کی درخواست ہے کہ وہ ''مجلس'' کے ان تینوں کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ حسب موقع ''مواعظ'' اور ''اصلاحی نصاب'' کے پڑھنے کا معمول مساجد میں بنالیں اور ''الصیانۃ'' کی زیادہ سے زیادہ اشاعت میں حصہ لیں نیز ''مجلس صیانۃ المسلمین'' نے ملتان روڈ لاہور میں ۱۸ رکنال جگہ حاصل کرلی ہے، یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہی ہے، بظاہر اس کے کوئی اسباب نہیں، اللہ تعالیٰ اس کی تعمیر کے اسباب بھی مہیا فرمادیں، اس کی تعمیر کا نقشہ بن چکا ہے کچھ حصہ زیر تعمیر ہے۔ فقط

۶ رمحرم الحرام ۱۴۱۸ھ

فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

مکتوب گرامی

بنام اراکین شوریٰ مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان

بخدمت گرامی حضرات اراکین شوریٰ مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی امید ہے کہ بعافیت ہوں گے؟

آپ کو معلوم ہے کہ مجلس صیانۃ المسلمین کو حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی طرف خصوصی نسبت کے شرف حاصل ہونے کے ساتھ حضرت اقدس کے اجل خلفاء عظام حضرت مولانا مفتی محمد حسن، مولانا جلیل احمد وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی سرپرستی بھی حاصل رہی ہے اور حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب، حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ حضرات تو بنفس نفیس خود اجتماعات مجلس میں شرکت فرما کر اپنے بیانات اور مواعظ سے شرکاء اجتماع کو مستفید فرماتے رہے ہیں۔

گزشتہ اجتماع میں حضرت مولانا ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کے بیانات ومواعظ مجلس خاص وعام میں ہوتے رہے اور حاضرین اجتماع کو ان سے حد درجہ نفع ہوا۔ اب چونکہ اکثر حضرات اکابر سلسلہ اشرفیہ اور سرپرستان مجلس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اوران حضرات کی ظاہری سرپرستی اور مفید مشوروں اور فیوضات عالیہ سے ہم محروم ہو رہے ہیں، جو حضرات بقید حیات ہیں ان کی زیادہ سے زیادہ قدر کرنے اور درازی عمر اور بقاء فیوضات کی دعا کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ پہلے سے زیادہ مجلس صیانۃ المسلمین کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور دامے درمے قدمے سخنے ہر ممکن صورت سے اس کی ترقی میں تعاون کرنا ضروری ہے۔

مجلس شوریٰ اور اجتماع میں خود شرکت کے التزام واہتمام کے ساتھ اپنے متعلقین واحباب کو بھی اس میں شرکت کی خصوصی دعوت دینا اور زیادہ سے زیادہ اس اجتماع میں شرکت کے لیے عام مسلمانوں کو تیار کرنا ضروری ہے۔

ہر رکن شوریٰ اس کو اپنی ذمہ داری سمجھے اور اپنے اپنے مقام پر ماہانہ اجتماع ہو، ''درس'' یا ''اصلاحی نصاب'' پڑھنے کا اہتمام کریں۔ ماہانہ اجتماع کے علاوہ ''اصلاحی نصاب'' کا ہر روز پڑھنا بھی ضروری تصور کیا جائے۔

امید ہے کہ معزز اراکین شوریٰ احقر کی گزارشات پر خلوص دل کے ساتھ عمل فرمائیں گے، اور اپنے اوقات خاصہ میں مجلس کی ترقی کے لیے خصوصی دعائیں فرمائیں گے۔ والسلام

احقر سید عبدالشکور ترمذی

۲ر ج ۱۴۱۴/۱ھ

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

اصلاح وتبلیغ کا ایک انوکھا نظام

بعدالحمدوالصلوٰۃ: گذارش آنکہ اہل علم پر یہ حقیقت ہرگز مخفی نہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا پہلا فرض منصبی لوگوں کو حق تعالیٰ کی طرف بلانا اور ان کو احکامات الٰہیہ کا پہنچانا ہے۔

قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص صفت: وداعیاالی الله باذنه اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے، نیز تبلیغ احکام پر آپ کا مامور ہونا بطور خاص مذکور ہے، حق تعالیٰ نے آپ کو دعوت وتبلیغ کے لئے اصول وآداب کی تعلیم بھی دی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن (پ۱۴) آپ اپنے رب کی راہ (یعنی دین اسلام) کی طرف لوگوں کو حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعے بلائیے اوران کے ساتھ اچھے طریقے سے بحث کیجئے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکمت موعظت حسنہ اور مجادلہ بالحسن کو دعوت کے آداب میں ذکر فرمایا ہے جس کی مختصر تشریح یہ ہے:

''حکمت سے وہ طریقہ دعوت مراد ہے جس میں مخاطب کے اصول کی رعایت سے ایسی تدبیر اختیار کی گئی ہو جو مخاطب کے دل پر اثر انداز ہو سکے اور نصیحت سے مرادیہ ہے کہ عنوان بھی نرم ہو دلخراش توہین آمیز نہ ہو''۔(معارف القرآن)

اور اچھے طریقہ سے بحث کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر بحث ومباحثہ کی نوبت آجائے تو وہ بھی شدت اور خشونت سے اور مخالف پر الزام تراشی اور بے انصافی سے خالی ہونا چاہیے اور گفتگو میں لطف اور نرمی اختیار کی جائے اور دلائل ایسے مشہور ومعروف پیش کئے جائیں جس کو مخاطب آسانی سے سمجھ سکے اور ان سے اس کے شکوک دور ہوں، قرآن

کریم کی دوسری آیات اس پر گواہ ہیں کہ بحث ومباحثہ کا یہ طریقہ صرف مسلمانوں کے ساتھ ہی خاص نہیں اہل کتاب کے بارہ میں بھی قرآن کریم میں ہی ارشاد ہے اور ایک آیت میں حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کو: قولا له قولاًلینا کی ہدایت دے کر یہ بھی بتلادیا کہ فرعون جیسے سرکش کافر کے ساتھ بھی یہی لطف ونرمی کا طریقہ کیا جانا چاہیے۔

دعوت الی اللہ کے پیغمبرانہ آداب

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت میں اس کا بڑا لحاظ رہتا تھا کہ مخاطب پر بار نہ ہونے پائے صحابہ کرام جیسے عشاق رسول جن سے کسی وقت بھی اس کا احتمال نہ تھا کہ وہ آپ کی باتیں سننے سے اکتا جائیں گے ان کے لئے بھی آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ وعظ ونصیحت روزانہ نہیں بلکہ ہفتہ کے بعض دنوں میں فرماتے تھے تاکہ لوگوں کے کاروبار کا حرج اور ان کی طبیعت پر بار نہ ہو۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ کے بعض ایام ہی میں وعظ فرماتے تھے تاکہ ہم اکتا نہ جائیں اور دوسروں کو بھی آپ کی طرف سے یہی ہدایت تھی کہ آپ کا ارشاد گرامی ہے: یسروا ولاتعسروا ولاتنفروا لوگوں پر آسانی کرو دشواری نہ پیدا کرو اور ان کو اللہ کی رحمت کی خوشخبری سناؤ مایوس نہ کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت اصلاح کے کام میں اس کا بھی بڑا اہتمام تھا کہ مخاطب کی سبکی یا رسوائی نہ ہو اسی لئے آپ جب کسی شخص کو دیکھتے کہ کسی غلط اور برے کام میں مبتلا ہے تو اس کو براہ راست مخاطب کرنے کی بجائے مجمع کو مخاطب کر کے فرماتے تھے: مابال اقوام یفعلون کذا (لوگوں کو کیا ہو گیا کہ فلاں کام کرتے ہیں) اس عام خطاب میں جس کو سنانا مقصود ہوتا وہ بھی سن لیتا اور دل میں شرمندہ ہو کر اس کو چھوڑنے کی فکر میں لگ جاتا تھا۔

ایک اہم اصول

دعوت پیغمبرانہ کے خاص اصول میں ایک اہم اصول یہ ہے کہ جو ہدایت عام خلق اللہ کو دی جائے اس کو پہلے اپنے گھر سے شروع کرے اپنے گھر والوں کو دین کی بات کا ماننا منوانا نسبتاً آسان بھی ہوتا ہے اس کی نگرانی بھی ہر وقت کی جا سکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب آیت قرآنی: وامر اھلك بالصلوۃ واصطبر علیھا یعنی آپ اپنے اہل کو بھی نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس پر جمے رہئے۔ نازل ہوئی تو آپ روزانہ صبح کی نماز کے وقت حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے مکان پر جا کر آواز دیتے تھے: الصلوۃ الصلوۃ۔

پیغمبرانہ دعوت کے اصول میں جو ہدایت قرآن کریم میں حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے لئے نقل کی گئی ہے یعنی: فقولا له قولًا لینا لعله یتذکر او یخشی اس میں اصلاح ہدایت کا فریضہ انجام دینے والوں پر لازم قرار دیا گیا ہے کہ مخاطب کے ساتھ ہمدردانہ انداز سے بات نرم کریں کہ اسے غور وفکر کا موقع ملے، اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ فرعون اپنی سرکشی اور گمراہی سے باز آنے والا نہیں ہے مگر پیغمبروں کو اسی اصول کا پابند کرنا تھا جس کے ذریعہ خود سوچنے سمجھنے پر مجبور ہو کر خدا تعالیٰ کے خوف کی طرف آجائے فرعون کو ہدایت ہو یا نہ ہو مگر اصول وہ ہونا چاہئے جو ہدایت واصلاح کا ذریعہ بن سکے، آداب دعوت کے باوجود جب مخاطب حق بات کو قبول نہ کرے تو طبعی طور پر انسان کو سخت صدمہ پہنچتا ہے اور بعض اوقات اس کا یہ اثر بھی ہو سکتا ہے کہ دعوت کا فائدہ نہ دیکھ کر آدمی پر مایوسی طاری ہو جائے اور کام ہی چھوڑ بیٹھے، اس لئے: ان ربکم ھو اعلم بمن ضل عن سبیله وھو اعلم بالمھتدین میں تسلی کے لئے ارشاد فرمایا کہ آپ کا کام صرف دعوت حق کو اصول صحیحہ کے مطابق ادا کرنا ہے آگے اس کو قبول کرنا یا نہ کرنا اس میں نہ آپ کا کوئی دخل ہے نہ ذمہ داری وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے وہی جانتا ہے کہ کون گمراہ رہے گا اور کون ہدایت پائے گا،

آپ اس فکر میں مت پڑیں اپنا کام کرتے رہیں اس میں ہمت نہ ہاریں مایوس نہ ہوں۔

امت پر فریضہ دعوت وتبلیغ

قرآن وسنت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر امت محمدیہ پر بھی اس فریضہ دعوت وتبلیغ کی انجام دہی کو فرض قرار دیا گیا ہے اور اپنی اصلاح کے ساتھ دوسروں کی اصلاح کی ذمہ داری ہر مسلمان پر ڈالنے کے لئے قرآن وسنت میں بہت واضح ارشادات موجود ہیں، چند ارشادات یہاں نقل کئے جاتے ہیں جن سے دعوت وتبلیغ کی اہمیت واضح ہے۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں: کنتم خیرامة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہو کیونکہ تم نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

اس آیت میں پوری امت پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ عائد کیا گیا ہے اور دوسری امتوں پر اس کی فضیلت کا سبب ہی اس خاص کام کو بتلایا ہے اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات اس بارہ میں بے شمار ہیں، ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

والذی نفسی بيده لتامرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر اوليوشكن الله ان يبعث عليكم عذابامن عنده ثم لتدعنه فلايستجيبنكم قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم ضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ گنہگاروں کے ساتھ تم سب پر عذاب بھیج دے اس وقت تم حق تعالیٰ سے دعا مانگو گے تو قبول نہ ہوگی۔

ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

من رای منكم منكراًفليغيره بيده فان لم يستطعه فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه وذالك اضعف الايمان یعنی تم میں سے جو شخص کوئی گناہ ہوتا ہوا دیکھے

تو اس کو چاہئے کہ اپنے ہاتھ اور قوت سے روک دے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو زبان سے روکے اور یہ بھی نہ کر سکے تو کم از کم دل میں اس فعل کو برا سمجھے اور یہ ادنیٰ درجہ کا ایمان ہے۔

ان آیات وروایات سے یہی ثابت ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر امت کے ہر فرد پر لازم ہے الغرض دعوت وتبلیغ کا فریضہ پوری امت پر عائد ہوتا ہے لیکن یاد رہے کہ تمام احکام شرعیہ کی طرح اس میں بھی ہر شخص کی قدرت واستطاعت پر احکام دائر ہوں گے جس کو جتنی قدرت ہوگی اس قدر اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ عائد ہوگا پھر یہ بھی ضروری ہے کہ دعوت وتبلیغ کرنے والے کو اس بات کا بھی علم ہو کہ معروف اور منکر کیا ہے اگر اسے اس کی تمیز نہ ہوگی تو ظاہر ہے کہ اس طرح بجائے اصلاح کے فساد ہی ہوگا اسی طرح اسے یہ معلوم ہونا بھی ضروری ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہاں واجب ہے اور کہاں مستحب۔

ایک جماعت کی ضرورت

اس اہم فریضہ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ امت میں ایک جماعت خاص دعوت وارشاد ہی کے لئے قائم رہے، اس کا وظیفہ ہی یہ ہو کہ اپنے قول وفعل سے لوگوں کو قرآن وسنت کی طرف بلائے اور جب لوگوں کو اچھے کاموں میں سست یا برائیوں میں مبتلا دیکھے اس وقت بھلائی کی طرف متوجہ کرنے اور برائی سے روکنے کی اپنے مقدور کے موافق کوتاہی نہ کرے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ فریضہ مکمل طور پر اس وقت ادا کیا جا سکتا ہے جب اس جماعت کو مسائل کا پوا علم بھی ہو اور امر بالمعروف کے آداب وطریقے بھی جو سنت کے مطابق ہیں اس کو معلوم ہوں۔

حق تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں: ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف وینهون عن المنکر یعنی تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے جو خیر کی طرف بلایا کرے اور نیک کام کرنے کو کہا کرے اور برے کاموں سے روکا کرے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ایسی جماعت کا وجود ضروری ہے جس کا پہلا خصوصی امتیاز یہ ہوگا کہ وہ خیر کی طرف دعوت دیا کرے، گویا دعوت الی الخیر اس کا مقصد اعلیٰ ہوگا، ''خیر'' کی تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: الخیر ھو اتباع القرآن وسنتی (ابن کثیر) سے فرمائی ہے جو پورے دین وشریعت کو حاوی ہے۔

دعوت کی اقسام

دین کے چونکہ مختلف شعبے ہیں اور تقسیم کار و تقسیم خدمات کے پیش نظر ہر شخص ہر شعبہ میں کام نہیں کرسکتا بلکہ اسے خدمت کے لئے کسی ایک ہی شعبہ کا انتخاب کرنا پڑے گا تو اگر وہ دوسرے دینی شعبوں کو بھی صحیح سمجھتا ہو تو پھر اس کے لئے خاص شعبہ میں کام کرنا بلاشبہ صحیح ہے اس کی تائید قرآن کریم کی آیت: وما کان المومنون لینفروا کافۃ (الآیہ) سے بھی ہورہی ہے، حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے قرآن وسنت کی روشنی میں دعوت کے مختلف درجات بیان فرمائے ہیں جنہیں ہم ذیل میں نقل کررہے ہیں تا کہ ہر شخص جس درجہ کا اہل ہو اسی درجہ کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کا اہتمام کرے کیونکہ ہر شخص پر سب درجوں کا اہتمام ضروری نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت فرماتے ہیں کہ دعوت کی دو قسمیں ہیں ایک دعوت عامہ اور دعوت خاصہ پھر خاصہ کی دو قسمیں ہیں حقیقی و حکمی اس طرح دعوت کی کل تین قسمیں ہوئیں۔

دعوت عام میں خطاب عام ہوتا ہے یہ کام صرف مقتداء اور علماء کا ہے جیسا کہ: ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر سے معلوم ہورہا ہے کہ یہ کام صرف ایک جماعت کا ہے ساری امت کا نہیں، دعوت عام اور وعظ کا اثر اسی وقت ہوتا ہے جبکہ مخاطب کے دل میں دعوت دینے والے کی وقعت ہو، دعوت خاصہ ہر شخص کے ذمہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے اہل وعیال دوست احباب کو خود اپنے نفس اور جن پر طاقت ہو خطاب خاص کے ساتھ دعوت ہو جیسا کہ حدیث میں ہے: کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ

(تم میں سے ہرایک راعی (نگران) ہےاور ہرایک سے باز پرس ہوگی قرآن کریم میں بھی فرمایا گیاہے: یٰایھاالذین آمنواقوااانفسکم واھلیکم نارا اے ایمان والواپنے کواور اپنے اہل وعیال کوآگ سے بچاؤ۔ اس لئے یہ دعوت خاصہ ہرشخص پر ہے اور ہرشخص کو بقدراستطاعت اس کااہتمام کرنا چاہئے۔

رہی تیسری قسم دعوت حکمی وہ یہ ہے کہ عام دعوت وتبلیغ کرنے والوں کی اعانت کی جائے تاکہ وہ اپنی ضرورت وحاجت سے مستغنی اور بےفکر ہوکراس خدمت کاانجام دے سکیں۔

مدارس دینیہ کی ضرورت

تفصیل بالاسے دعوت وتبلیغ کی اہمیت واضح ہے لیکن اس سے اگرکوئی یہ سمجھ لے کہ پڑھناپڑھاناتبلیغ میں داخل نہیں ہےاورمدارس کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو یہ خیال ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ اسی شبہ کےازالہ کے لئے فرماتے ہیں:

''پس مدرسین وطلبہ تبلیغ کا ثواب سن کر پڑھناپڑھانانہ چھوڑ دیں بلکہ وہ اس میں نیت تبلیغ کرلیں اوراگرتبلیغ کی قسمیں کردی جائیں کہ ایک تبلیغ اصول وعقائد کی ہے کفارکو۔ دوسری قسم تبلیغ فروع کی ہے مسلمانوں کو۔تیسری قسم ایک جماعت کوتبلیغ کے قابل بناناپھرتو درس وتدریس کاتبلیغ میں داخل ہونابالکل ظاہرہے''(آداب التبلیغ)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''اگر یہ پڑھناپڑھانانہ ہوتاتوتصنیف وتبلیغ وغیرہ ہی سب بےکار رہتے کیونکہ ناقص کی تبلیغ وغیرہ قابل اعتبارنہیں بلکہ اسی طرح توچندروز میں علم بالکل ہی معدوم ہوجائے گا''۔(آداب التبلیغ)

حضرت کےاس ارشادگرامی سے جہاں دعوت وتبلیغ کی ضرورت کاظہارہورہاہے وہیں دینی مدراس کی اہمیت بھی واضح ہےاہل علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ علوم دینیہ کے تمام شعبوں میں کمال اورمہارت کاحاصل کرناپوری امت پرفرض کفایہ ہےاورتجربہ سے

ثابت ہو چکا ہے کہ مدارس دینیہ کا موجودہ طرز خاص ہی اس کی تحصیل میں از بس مفید بلکہ اس طرز پر ہی اس کا حصول موقوف ہے لہذا فرض کفایہ کے موقوف علیہ ہونے کی وجہ سے اس نظم خاص کا باقی رکھنا اور اس کا تحفظ کرنا بھی فرض کفایہ میں داخل ہے۔

فریضہ دعوت وتبلیغ

ان گذارشات کے بعد اب ہم بانی مجلس صیانۃ المسلمین حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کی دعوت وتبلیغ سے متعلق خدمات کا اجمالی تذکرہ اور صیانۃ المسلمین کی افادیت نیز اس کے انوکھے نظام کے بارے میں ضروری امور کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ مسلمان ان امور سے واقفیت کے بعد اس عظیم تحریک سے وابستہ ہوکر اپنی دنیا وآخرت کو سنوارنے میں کامیاب ہو جائیں۔

دعوت وتبلیغ کا اہم فریضہ ہر دور میں مختلف طریقوں سے سرانجام پاتا رہا بحمد اللہ تعالیٰ صالحین ومصلحین امت سے کوئی دور خالی نہیں رہا اور ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی خالی نہیں رہے گا مگر کثرت وقلت اور درجات ومراتب کا فرق اسی رفتار انحطاط کی طرح ان میں بڑھا اس جماعت میں قلت بھی آئی اور ضعف بھی لیکن حسب وعدہ حدیث یہ جماعت ہر جگہ اور ہر زمانہ میں مسلمانوں کے امراض کی تشخیص اور علاج کی تجویز اور اصلاح کی تدبیر میں اپنا فرض منصبی ادا کرتی رہی اور سیف وقلم دنوں معرکوں میں انہی حضرات کی قیادت ورہبری کارگر ثابت ہوئی۔

ولی اللہی خاندان کے درخشاں نجوم ہدایت سے لے کر قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہما اور ان کے اصحاب ورفقاء کی مساعی جمیلہ اور ان کے مبارک اثرات ونتائج آج بھی بحمد اللہ جا بجا باقی ہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی کی مساعی جمیلہ

گذشتہ صدی میں بقیۃ السلف حجۃ الخلف مجدد الملۃ محی السنۃ حکیم الامۃ حضرت

مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کوحق تعالیٰ نے حقیقی معنی میں حکیم الامت بنایا تھا مسلمانوں کی اصلاح وفلاح کی فکران کے حوائج طبعیہ میں داخل اورعمر کے بیشتر اوقات کا اہم مشغلہ ہوگئی تھی وراثت نبوت یا جذبہ مجددیت سے جوشفقت علی الخلق اوراصلاح مسلمین کی فکرآپ پر ہمہ وقت مسلط تھی اس نے آپ کا سونا، جاگنا، رفتار، گفتارآرام وراحت سب اسی مشغلہ کی نذرکردیا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ اصلاح امت اوردعوت وتبلیغ کا عظیم کام آپ کے ہاں بہت ہی اہمیت رکھتا تھا آپ نے اس سلسلہ میں نہ صرف مختلف کتب رسائل اورمضامین تحریرفرمائے بلکہ دوردراز مقامات کے بہت اسفار بھی اس مقصد کے لئے فرمائے آپ سینکڑوں مواعظ اورہزاروں ملفوظات کے ذریعہ کثرت سے تبلیغ کے اہم واقدم فریضہ دینی کے لئے مسلمانوں کومتمتع فرماتے رہے مستقل رسائل ومقالات کے علاوہ آداب التبلیغ، محاسن الاسلام، الدعوت الی اللہ، صلاح واصلاح، بہت سے مطول وعظوں کا تو مستقل موضوع ہی فریضہ تبلیغ کی اہمیت واقدمیت اوراس کے آداب واحکام کی تفصیل اظہرمن الشّمس ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی ذات گرامی کواصلاح امت اورتجدیدملت کی اہم خدمات کے لئے ہی پیدافرمایا تھااس لئے حضرت والا کی تمام زندگی اصلاح امت کے اہتمام میں بسرہوئی اورزندگی کے ہرشعبہ میں علمی اورعملی اصلاح کا ایک نہایت اورمفید نظام اوردستورالعمل پیش فرمایاہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد:ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة میں حکمت وموعظت حسنہ اورجدال احسن کے عنوان سے دعوت وتبلیغ کے حسین طریقوں کا ذکرفرمایا ہے، حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ حسنہ ان سب طریقوں کا نہایت جامع ذخیرہ اوردینی مبلغوں اورداعیوں کے لئے قابل تقلیدنمونہ ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ قصہ گوواعظوں یامحض کسی لفّاظ وجوش

بیاں مقرر کی تقریر نہیں ہیں بلکہ یہ مواعظ پورے دین اور اس کے سارے ابواب واحکام کی تبلیغ ودعوت کا نہایت ہی محققانہ حکیمانہ اور عالمانہ مجتہدانہ اور مجددانہ خزانہ ہیں، اس کے ساتھ ہی یہ مواعظ دعوت وتبلیغ کے اصول وحدود کی اصلاح وتجدید کا بھی کامل ومکمل عملی سرمایہ ہے جب تک حضرت تھانوی کی قوت نے سفر کی اجازت دی کثرت سے وعظ کے لئے سفر فرماتے رہے پھر جتنی کثیر تعداد میں قلم بند کروا کر حق تعالیٰ نے ان مواعظ کی حفاظت فرمادی اس کی نظیر امت کی ساری تاریخ میں نظر نہیں آتی جن کے نافع ہونے کا تجربہ آج بھی ان کو پڑھ کر جس طبقہ کے جس فرد کا جی چاہے کر سکتا ہے، چند ہی وعظ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے تعلق واطاعت کی ایک نئی حیات وحرکت پڑھنے والا اپنے اندر محسوس کرنے لگے گا، ایسے موقع اور محل کے اعتبار سے اجمال وتفصیل اور جزوی تغیر وتبدل کے ساتھ ان مواعظ کا اعادہ تکرار نہ صرف ان شاء اللہ دین کے ہر شعبے میں امت کی اصلاح کے لئے کافی ہے بلکہ غیروں کو بھی سبیل رب کی طرف بلانے اور مائل کرنے میں نہایت کارگر اور نافع ہے۔

حضرت تھانوی وعظ کی اہمیت کے متعلق فرماتے ہیں:

''امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی تصنیف نہیں کی اور اگر کوئی مختصر تصنیف کی ہو تو حضرت صدیق (اکبر رضی اللہ عنہ) نے کوئی تصنیف نہیں کی اور اگر ان سے بھی کوئی احکام صدقات کے متعلق کوئی مختصر یادداشت منقول ہو اور اس کو تصنیف کہا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی تصنیف نہیں فرمائی آپ کا اصل کام تبلیغ احکام تھا مگر افسوس ہے کہ آج کل بعض اہل علم وعظ کہنے کو ذلت سمجھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم وعظ کہیں گے تو لوگ یہ سمجھیں گے کہ ان کی علمی استعداد اچھی نہ ہوگی اس لئے انہوں نے وعظ کہنا شروع کیا ہے مگر یہ ان کی کم فہمی ہے وہ علمی استعداد کس کام کی جس سے بندگان خدا تک احکام تبلیغ نہ ہو''۔(بزم جمشید)

یہی وجہ ہے کہ درس وتدریس کی اہمیت کے ساتھ حضرت اقدس نے وعظ

ونصیحت، تصنیف وتالیف کے ذریعے دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا، جابجا دینی مدارس قائم فرمائے کئی مقامات کے خود بھی سفر کئے اور کئی دینی تحاریک آپ کی سرپرستی میں ہی کامیابی سے ہمکنار ہوئیں تبلیغ کے لئے یورپ کے سفر کا عزم بھی آپ نے فرمایا تھا فتنہ ارتداد کے زمانہ میں بنفس نفیس ایسے مقامات کا دورہ فرمایا جہاں اس کا دروہ ضروری تھا۔

علاقہ میوات میں ریواڑی، ناڑنوکی، موضع اسماعیل پورہ میں بھی حضرت کے وعظ ہوئے اور ایک مستقل وفد بھی اس سلسلہ میں روانہ فرمایا جو حضرت مولانا عبدالمجید صاحب اور حضرت مولانا مفتی عبدالکریم صاحب گمتھلوی پر مشتمل تھا چنانچہ خود تحریر فرماتے ہیں:

''اس مضمون کے لکھنے کے بعد دو مخلص متدین عالم دوستوں کو کافی خرچ دے کر اس خدمت کے لئے روانہ کیا گیا ان کے خط سے کچھ حالات معلوم ہوئے جو ذیل میں درج ہیں'' انتھی۔

ان حضرات نے عرصہ دراز تک اس علاقہ میں تبلیغی، دینی خدمت کی حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی قدس سرہ بھی ان حضرات کے ہمراہ تھے حق تعالیٰ نے اس وفد کو سب وفود سے زیادہ کامیابی عطا فرمائی۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ، حضرت مفتی عبدالکریم صاحب گمتھلوی کے نام ایک والا نامہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''السلام علیکم حالات سے بہت کچھ امیدیں ہوئیں اور کچھ تو اس سے پہلے آپ جیسے مخلصوں کا جانا اور پھر مولوی محمد الیاس صاحب کا ساتھ ہو جانا یقین کامیابی دلاتا ہے، علم غیب تو اللہ تعالیٰ کو ہے مگر میرا قلب شہادت دیتا ہے کہ ان شاء اللہ سب وفود سے زیادہ نفع آپ صاحبوں سے ہوگا۔ بخدمت مولوی صاحب سلام مسنون''۔

ایک والا نامہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''آپ کا خط پہنچا کاشف تفصیل حالات ہوا بہت کچھ امیدیں بڑھیں، میرا قلب

شہادت دیتا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت اس بارے میں جس قدر مفید ہوگی شاید دوسری بڑی بڑی جماعتیں مفید نہ ہوں،بناء علی ماقال الرومی ؎

کعبہ را ہر دم تجلی می فزود

ایں زاخلاصات ابراہیم بود

کان اللہ معکم ومن معکم"۔

جمعہ ۲۲/رمضان ۱۳۴۱ھ

درسفالیں کاسہ رنداں بخودی منگرید

کیں حریفاں خدمت جان جہاں می کردہ اند

(اشرف السوانح)

تقریباً ڈیڑھ سال بعد ایک جماعت نے تمام تبلیغی علاقہ یعنی ۲۹ ضلعوں کا مفصل حال لکھ کر شائع کیا تو اس کی روئیداد میں اس کی تصریح تھی کہ ضلع گڑگاواں کی تحصیل پلول جہاں مفتی عبدالکریم صاحب گمتھلوی اور مولانا عبدالمجید صاحب کارِ تبلیغ فرماتے رہے فتنہ ارتداد کے روکنے کے لئے اول نمبر کامیاب رہے، تب معلوم ہوا کہ خدا کے فضل سے حضرت تھانوی کی شہادت اور پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ ولنعم ماقیل

ع قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید

؎ تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں می دہد یزداں مراد متقیں

فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے لئے جس طرح حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے عظیم خدمات انجام دیں ایسے ہی تحریک قانون وراثت متعلق پنجاب، اجرائے مکاتب درریاست الور، تحفظ مکاتب از جبریہ تعلیم، تحریک تقرر قضاۃ کے سلسلہ میں بھی آپ کی خدمات تاریخ کا سنہری باب ہیں جس کی تفصیل حضرت مفتی عبدالکریم گمتھلوی قدس سرہ کے مضمون ''مکارم عشرہ'' مطبوعہ ''اشرف السوانح'' جلد سوم میں دیکھی جا سکتی ہے۔

ارباب مدارس کو اہم مشوری

حضرت اقدس ارباب مدارس کو ہمیشہ یہ اہم مشورہ دیتے رہے کہ وہ حضرات درس وتدریس کے اہتمام کے ساتھ تبلیغ احکام کا اہتمام بھی کریں اور اس کے لئے ایک مبلغ تنخواہ دار مدرسہ کی جانب سے رکھ لیا جائے حضرت کو اس کا ہمیشہ اہتمام رہتا تھا اکثر فرماتے تھے کہ تمام تعلیم وتعلم کا مقصد تبلیغ ہی ہے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا یہی فرض منصبی ہے، رسالہ ''حیاۃ المسلمین'' خاص تبلیغ کے لئے ہی تحریر فرمایا امت کی اصلاح کے لئے آپ نے ''اصلاح انقلاب'' امت کے نام سے نہایت جامع اور مفصل کتاب تحریر فرمائی اور خواتین کی مشکلات کے حل کے لئے ''حیلہ ناجزہ'' جیسی مجددانہ کتاب لکھ کر امت پر احسان عظیم فرمایا اسی طرح ''بہشتی زیور'' کے ذریعہ مسلمان مرد وخواتین کی دینی راہنمائی فرمائی جس سے لاکھوں مسلمان نفع اٹھا رہے ہیں۔

الہامی نظام العمل

پھر اس مجدد ملت نے مسلمانوں کی شخصی اور جمہوری واجتماعی اصلاح کے لئے ''حیاۃ المسلمین''، اور ''صیانۃ المسلمین''، جیسی عظیم کتابیں تحریر فرمائیں۔

''صیانۃ المسلمین'' کا نظام ایک ایسا الہامی دستور اور نظام ہے جس پر عمل پیرا ہو کر امت دین ودنیا کی فلاح حاصل کر سکتی ہے، ''صیانۃ المسلمین'' کا نظام عمل الہامی ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس عرض کرنے پر کہ حضرت آج تک ایسا مکمل نظام عمل نہ سنا، نہ دیکھا۔ حضرت اقدس نے فرمایا:

''کہنے کی بات تو نہیں مگر خیر سب اپنے ہی آدمی ہیں کہ جس وقت میں نظام عمل ''صیانۃ المسلمین''، کو لکھ رہا تھا بس یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی عبارت بتلائے جا رہا ہے''۔

خواجہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت میں نے تو دیکھتے ہی خیال کیا تھا کہ الہامی مضمون ہیں۔ فرمایا کہ: ''خیر آپ الہامی ہی سمجھ لیجئے''۔

مجلس کی جامعیت

حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے نہ صرف یہ کہ تبلیغ میں خود عملی حصہ لیا بلکہ ''صیانۃ المسلمین'' کے نام سے ایک جماعت بھی قائم فرمائی، جواپنی افادیت اور جامعیت کے لحاظ سے تمام جماعتوں سے ممتاز اور برتر ہے جیسا کہ اس کے نظام العمل دیکھنے سے واضح ہے، مختلف طرقہائے اصلاح وتبلیغ کا تجزیہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مجلس صیانۃ المسلمین درحقیقت تکمیل امت کا ایک جامع ومؤثر نظام ہے جسے امت کے طبیب نے الہام ربانی کی روشنی میں ضبط فرمایا ہے، اس تحریک کی جامعیت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

''مجلس صیانۃ المسلمین سے مجھے قلبی تعلق ہے، حکیم الامت قدس سرہ کے بتائے ہوئے نسخے سب نسخوں سے زیادہ مفید اور مؤثر ہیں، ضرورت ہے کہ حضرت حکیم الامت کے خلفاء اور متوسلین ان پر عمل پیرا ہوں''۔ (تذکرۃ الظفر)

حضرت علامہ موصوف رحمہ اللہ تعالیٰ اس مجلس کی برتری اور جامعیت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

''آخر میں یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ اس مجلس کو اس تبلیغ سے جس کا مرکز ہندوستان میں نظام الدین بستی دہلی اور پاکستان میں رائے ونڈ ہے پورا اتفاق اور تعاون حاصل ہے، صرف طریقہ کار کا فرق ہے، پہلی تبلیغ چند اصول میں منحصر ہے اور صیانۃ المسلمین پوری شریعت پر حاوی ہے، جیسا کہ صیانۃ المسلمین کے مطالعہ سے ظاہر ہے، صیانۃ المسلمین میں پہلی تبلیغ کے اصول بھی شامل ہیں جیسا کہ ''تعلیم المسلمین'' سے بخوبی معلوم ہوجائے گا''۔ (انوار النظر)

مجلس کا قیام

حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی کے ارشاد کہ:

''صیانۃ المسلمین کو تبلیغی جماعت سے پورا اتفاق اور تعاون ہے اور یہ کہ تبلیغی جماعت چند اصول میں منحصر ہے اور صیانۃ المسلمین پوری شریعت پر حاوی ہے''۔

کی تائید جہاں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی کے بہت سے ملفوظات سے ہوتی ہے وہیں اس سے بھی ہو رہی ہے کہ تبلیغی جماعت جس کا مرکز اس وقت بستی نظام الدین دہلی تھا پہلے سے کام کر رہی تھی اور اس کی نافعیت اور عمومیت بھی سب کے سامنے تھی مگر اس کے باوجود حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی نے ''مجلس صیانۃ المسلمین'' کے نام سے ایک جماعت قائم فرمائی اور اس سلسلہ میں مشورہ کے لئے جہاں اور حضرات علماء کرام کو دعوت دی وہیں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ کو بھی تھانہ بھون بلایا اور ان حضرات کے مشورہ کے بعد ''مجلس صیانۃ المسلمین'' کا قیام ہوا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی قدس سرہ اپنی ''تاریخ کبیر'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''۱۳؍ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ ۶؍ستمبر ۱۹۲۰ء یکشنبہ اجتماع مشورہ تھانہ بھون میں بہ طلب حضرت تھانوی بسلسلہ صیانۃ المسلمین وتجویز جمعیت وشرکت زکریا، ناظم (مولانا عبداللطیف) صاحب، چچا جان (مولانا محمد الیاس صاحب) وشیخ رشید احمد وغیرہ وعذر شرکت از مولوی محمد طیب صاحب دیوبند (تاریخ کبیر ص ۲۹۔ سوانح مولانا انعام الحسن صاحب ص ۳۴)

اس تاریخ ساز حوالہ سے واضح ہے کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے اس مشاورت کے بعد مجلس صیانۃ المسلمین کے قیام کا اعلان فرمایا اور یہ کہ تبلیغی جماعت کے باوجود بھی اس کی ضرورت کو ان سب حضرات نے قبول فرمایا اس سے مجلس کی جامعیت اور افادیت واضح ہے اور ان دونوں دینی تحریکوں میں وہی جوہری فرق سمجھ میں آرہا ہے کہ ایک کا دائرہ محدود ہے اور دوسری دین کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔

''اصلاح انقلاب امت''، نیز ''دستور العمل صیانۃ المسلمین''، ''تفہیم المسلمین''

کے مضامین دیکھنے سے ''صیانۃ المسلمین'' کی افادیت وجامعیت بالکل واضح ہے امت کی اصلاح کے لئے اس سے جامع نظام ممکن نہیں ہے، صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ مجلس صیانۃ المسلمین کے اس جامع نظام پر عمل کیا جائے۔ بستی بستی، قریہ قریہ، ہر گلی کوچہ میں اس کو پھیلایا جائے، مجلس صیانۃ المسلمین کا یہی پیغام ہے کہ اس کے نظام کو ہر جگہ پہنچا دیا جائے اور مسلمان اس تنظیم سے وابستہ ہوکر اس کے نظام پر عمل پیرا ہوں تاکہ ان کو دینی زندگی کا مقصد حاصل ہوسکے۔

مجلس کا قیام ۱۳۴۹ھ میں ہوا نشاۃ ثانیہ پاکستان میں حضرت مولانا جلیل احمد شیروانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اقدس مفتی محمد حسن صاحب امرتسری کی سرپرستی میں فرمائی اس کو ہمیشہ سے حضرات مشائخ کرام، اکابرین امت کی سرپرستی کا شرف حاصل رہا ہے۔ حضرت علامہ ظفر احمد عثانی تھانوی، حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندی، حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا فقیر محمد صاحب، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، فقیہ العصر حضرت مولانا عبدالشکور ترمذی، حضرت مولانا قاضی عبدالسلام صاحب، حضرت مولانا نجم الحسن تھانوی، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی عارفی، حضرت مولانا حاجی محمد شریف صاحب ملتان، مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب شیروانی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی اس سلسلہ میں بطور خاص پیش کیے جاسکتے ہیں۔

مجلس بحمداللہ تعالیٰ اپنے مشن میں رواں دواں سینکڑوں پمفلٹ چھاپ کر تقسیم کرچکی ہے، وعظ وتبلیغ کا بھی خاص اہتمام ہے۔ ''الصیانۃ'' کے نام سے ایک وقیع مجلّہ ہر ماہ پابندی سے طبع ہورہا ہے، اب مرکز کے لئے وسیع رقبہ پر تعمیری سلسلہ بھی جاری ہے اور درجہ قرآن کریم اور ابتدائی کتب کی تعلیم دی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ غیب سے مدد فرمائے اور مجلس کے تمام کام جلد بحسن وخوبی پایہ تکمیل کو پہنچیں، آمین۔

مجلس کے عظیم کارناموں میں ''اصلاحی نصاب'' بھی ایک عظیم کارنامہ ہے اس کی

زیادہ سے زیادہ اشاعت از حد ضروری ہے۔

کئی جگہ مجلس کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں اور وہ بھی اپنے کام میں منہمک ہیں اس وقت صدر دفتر جامعہ اشرفیہ لاہور میں ہے حضرت اقدس مولانا عبیداللہ صاحب مدظلہم مہتمم جامعہ اس کے صدر محترم ہیں، حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مدظلہم نائب صدر اور حضرت مولانا مشرف علی صاحب تھانوی ناظم اعلیٰ اور حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب مدظلہم ناظم نشر واشاعت ہیں جو درحقیقت مجلس کے لئے روح رواں اور اس کے لئے بمنزلہ علۃ غائیہ ہیں۔

اراکین میں محقق العصر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم، حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی مدظلہم، حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہم، حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم وغیرہ حضرات شامل ہیں اور اس وقت یہ مجلس حضرت اقدس تھانوی کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا شاہ ابرارالحق ہردوئی دامت برکاتہم ومدت فیوضہم کی سرپرستی میں چل رہی ہے۔

مجلس کے اہم مقاصد میں سالانہ اجتماع بھی ہے جو عرصہ سے جاری ہے۔اس کی ضرورت، اہمیت، افادیت کو وہی محسوس کرسکتا ہے جو اس میں شرکت کرتا ہے تاہم اتنی بات ہر ایک کو سمجھنا آسان ہے کہ اس کی برکت سے بہت سے اہل اللہ، عارفین، مشائخ کی صحبت وزیارت اور ان سے استفادہ کا موقع مل جاتا ہے جو کسی طرح بھی فائدہ سے خالی نہیں بلکہ صحیح معنی میں ۔

یک زمانہ صحبت با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

آخری گذارش

احقر کے ناقص خیال کے مطابق مجلس صیانۃ المسلمین سے وابستہ حضرات اگر ''اصلاح انقلاب امت'' میں مندرجہ احکام تبلیغ، نیز ''دستور العمل صیانۃ المسلمین''، ''تفہیم

المسلمین'' کے مطابق کام شروع کر دیں اور حضرات اقدس کی تجویز کو اپنی تعلیم وتبلیغ کا حصہ بنالیں تو نہایت مفید ہو۔

اسی طرح ارباب مدارس اگر حضرت تھانوی کی اس تجویز پر عمل کر لیں کہ ہر مدرسہ میں ایک مبلغ تنخواہ دار رکھ لیا جائے اور وہ تبلیغ کا کام کرتا رہے تو یہ فریضہ بھی بحسن وخوبی پورا ہوتا رہے گا، امت کی اصلاح کے لئے یہ بہت ہی ضروری ہے۔ حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے ''رحمۃ القدوس'' میں اس پر بہت زور دیا ہے۔

جو ارباب مدارس حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی اس جامع تحریک ''صیانۃ المسلمین'' سے منسلک ہیں وہ اگر ''صیانۃ المسلمین'' کو اپنے ادارہ کا ایک مستقل تبلیغی شعبہ بنالیں تو امید ہے کہ یہ تحریک جلدی پروان چڑھے گی اور خاطر خواہ نتائج بھی مرتب ہوں گے۔

الغرض! یہ ایک جامع نظام العمل اور بہت ہی نافع اور ضروری تحریک اور مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ''انوکھا نظام'' ہے آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اس سے وابستہ ہو کر اس کے مطابق زندگی گزاری جائے امید ہے کہ مسلمان مجلس کے پیغام پر لبیک کہتے ہوئے دامے درمے سخنے قدمے اس کا تعاون کریں گے، واللہ الموفق المعین۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ''دعوت وتبلیغ کی شرعی حیثیت'' مولفہ حضرت مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی قدس سرہ اور ''مجلس صیانۃ المسلمین کا تاریخی پس منظر'' مرتبہ حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی مدظلہم۔

احقر سید عبدالقدوس ترمذی غفرلہ
جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا
یکم محرم الحرام ۱۴۲۴ھ